رقم پیدا کیا کیا طرفہ تسم اللہ کی مد کا
سر دیوان کھاہی مین نے مطلع نعت احمد کا

طلوع روشنی جیسے نشان ہوشہ کی آمد کا
خاور خلق کی حجت ہو جہان مین نور احمد کا

دبستان ازل مین وہ معلم عقل کل کا تھا
نتھا نام و نشان جن بن دفن اُس لوح مرمر کا

چمن پیرای کن فراش جسکی بزم رنگین مین
بہار آفرینش ایک بوٹہ اُسکی مسند کا

عجم مین زلزلہ نوشیروان کے قصر مین آیا
عرب مین شور اٹھا جسوقت اُسکی آمد آمد کا

شرف حاصل ہوا آدم اور ابراہیم کو اُس سے
نہ تھا فخر عالم فخر اپنے آب و جد کا

شب معراج چڑھکر عرش پر دم مین اوتر آیا
بیان اس قہقرم معنی کی ہو کیا خبر اور مد کا

روان تسنیم کو تر لیک قطرہ آب سی جسکے
کروں کیا وصف اُس دریتم بحر سرمد کا

کشاد عقدہ باطن مین کافی نام حق اُسکو
کھلا کرتا ہی دین کنجی ہمیشہ قفل ابجد کا

وفات ظاہری سی جوہر جانین نہ فرق آیا
وہ جسم پاک گو محسود تھا روح مجرد کا

نہ کم قدر اُسکے شیرازہ بکھر جانے سے ارکان کے
نہ افزون رتبہ قران مجسر اسے مجلد کا

گرانی سنکے جا نکلے اُدھر ابلیس اندھا ہو
ملا ہی قصر اخضر روح کو اوسکی سریر جد کا

اُدھر اللہ سے وصل اور اِدھر مخلوق سی شامل
خواص اُس برزخ کبری مین ہی فخر مشد کا

مری با دنفس ہے گر ہو پریشان پردۂ غفلت
تو ہر فرقہ کے پیش منظر ہو نور عرفان کا

بہار حسن ہر پامالی مری صحن سرا کی ہے
ریاض قدس کی گلدستہ ہے میرے طاق ایوان کا

سحاب ملک جاں ہو کر میں برسوں گشت گرد و نہر
روان ہو جو ہو خشک کہکشاں میں چشمہ حیوان کا

دلوں میں شاعروں کے گوہر معنی نہ پیدا ہوں
نہ ٹپکے گر صدف میں آنکی قطرہ ہے میرے نیسان کا

نیابت اپنی بخشی مسند فیاضی نے مجھکو
زمین تا آسمان ممنون ہو میرے نزل احسان کا

نہیں پیدا ہوئے میں اس باد و خاک و آب و آتش سے
کہ مرکز جار سے عالم ہے ہر میرے ارکان کا

جب اپنا عالم دوشاں میں دیکھا ہے تو حیرت ہے
جہان کیونکر بنا ہے آئینہ تصویر انسان کا

مرے زیر قدم ہے تخت شاہی جبر و لا میں
وہاں کے دام و دد کو حارس ہے منصب سلیمان کا

بشر کے قالب خاکی میں گر میں جلوہ فرما ہوں
تماشا دیکھنا منظور ہے نیرنگیٔ کان کا

رہا میں دہر میں لبریز شیشہ آشوب ہے ایمن
مگر کو کیا خطر ہے نکتہ گرداب عمان کا

فراغ مسند ابد ہے جم لحظہ میری آسایش
طلسم کن نمونہ ہے مری خواب پریشان کا

رہیگا روز رستاخیز تک گوی فلک گرداں
حریف اک لحظہ تھا مجھ تخت نشین ہے چوگان کا

مرے خاک قدم سی چیز خبر وا متعانت ہے
وہی نعلین کو نعلبندی تاج سلطان کا

جسے کہتے ہیں سب فردوس یا میں باغ ہی میرا
مجھے ہے منصف گھر بیٹھے نظارا حور غلمان کا

فنا فی اللہ تشنے کی رمز سے ہے جسکو آگاہی
مقام اوس شخص پر ہے کشف ہے میرے عرفان کا

ولیکن مجھکو لطف عام سے امید واثق ہے
کروگی جرم میں تم میری مسدس التفات کا

سوا اسکے نہیں اب زندگی میں کچھ ہوس باقی
رہون ثابت قدم ہر منزل تصدیق ایمان کا

تصور آپکی صورت کا وقت نزع ہو مجھکو
مرا الہام سرا مشرق بہ ہر درخشان کا

نگاہ پاک کو جسوقت پہونچی حکم قربانی
جمال خاص اسی قبلہ ہو قبلہ چشم حیران کا

صفا یہ جان بر لب آمدہ کو میرے حاصل ہو
دم آخر ہی آئنہ ہو روکش صبح خندان کا

ادہر دار فنا مین رو حکومت سے جدائی ہو
اُدہر ملک بقا مین جاکے واصل ہو مین جانان کا

شہیدی مصطفے مرتضے لاڈلا حیدر کا پیارا ہون
مجھے کیا خوف ہی پردہ ہو مین شاہ شہیدان کا

ولہ

شوق وصال سینہ مین آزار بن گیا
مین خواہش طلب مین بیمار بن گیا

میری خرابی کی ہوئی تعمیر عیب سے
سیل آکے چار سمت سے دیوار بن گیا

ٹپکے ہ چشم سے دم ایلا گل سرشک
غمنامہ قطعہ خط گذار بن گیا

مین کیا ہون صحبت بد رذا مین بیٹھکر
دو دن مین شیخ صوم معیخوار بن گیا

سمجھا گناہ کو جو گناہ اپنی شرع مین
اسپر عذاب ہے کہ گنہگار بن گیا

جو دود میری دل سے اوٹھا کھا کے پیچ و تاب
مہندی چرخ کے لیے زنار بن گیا

گر جوش گریہ کا یہی عالم ہے دیکھنا
ہر قطرہ رشک قلزم خمار بن گیا

تیرے خیال نے مری دلکو کیا فگار
طالع کے انقلاب سے گل خار بن گیا

اسے کہتے ہین اطاعت کر گیا مین بیخود
یار نے جب مجھے خلوت مین بلایا تنہا

آخر کا قافلہ ہوش جہان پر ہوا گم
مجھے وحشت نے وہان آنون پہ لایا تنہا

کس زبان سے کروان اور تنگدلی تیرا شکر
غیر کو جا نہ ملی یار سمایا تنہا

معرفت غیر کے قاصد کو ملا تھا پیام
کہ مجھے وحی کے مانند بتایا تنہا

وصل کی رات بھی کمبخت حیا ساتھ رہی
حسب خواہش دمعہ تو پس کب آیا تنہا

اس فریبی نے شب اقرار غلط فرماکر
اپنے در پر مجھے تا صبح بٹہایا تنہا

درد غم رنج کو دشمن جان میرا تھا
تیرے ہجران مین ہان آپ سے پایا نہ تھا

کز یک شک نے اسکے درق محفل سے
حرف بیجا کی طرح تجھکو اوٹھایا نہ تھا

گھر کو گور آپ کو مردہ مین شہیدی سمجھا
یار بن بخت نے جس رات سلایا نہ تھا

ہزار مرتبہ دیکھا ستم جدائی کا
ولہ
ہنوز حوصلہ باقی ہی آشنائی کا

پری اٹھی مرے پہلو سے بارہا ہم
فریفتہ ہون تری طرز دلربائی کا

قریب وعدہ ہزارون کو دیکے غیر سے کل
کیا ہے تو نے ہنر عیب بیوفائی کا

مجھے عذاب جہنم کہ بت پرست ہون مین
وہان بہشت مین دعوی ہے خدائی کا

جگر کے خون نے مری کریہ کو کیا بیقدر
در سرشک مین جوہر ہین روشنائی کا

بندہ قائل ہے شہیدی تری بیتابی کا
آگیا بر میں دل آرام جب آرام آیا

مست کو کیا فکر ہے گر پیرہن ٹکڑے ہوا
روح ہے قاتل سلامت گو بدن ٹکڑے ہوا

معرکہ میں عاشقی کے فتح اسکے نام ہے
خنجر بیداد سے جو خستہ تن ٹکڑے ہوا

مر گیا تو ایک تیشہ میں نہیں یہ شرط عشق
کوہ کس مردانگی سے کوہکن ٹکڑے ہوا

دیر میں جسدم گیا وہ فتنہ خوی و جنگجو
دیکھنا پرزے اوڑھا بت برہمن ٹکڑے ہوا

تیری آنے سے چمن گلستان میں ہی بزم سماع
بلبلوں کے حلق گل کا پیرہن ٹکڑے ہوا

خندہ کرتے میں جو صبح اس گلکے لب وا ہوگئی
غنچہ کی چھاتی پھٹی لعل عدن ٹکڑے ہوا

میرے ماتم میں کیا کیا چاک اس نے پیرہن
قبر میں کیوں خود بخود میرا کفن ٹکڑے ہوا

تیرے وحشی نے توڑا ہے سلسلے جس کے لئے
کہتے ہیں اس رات لوہا الکوہ من ٹکڑے ہوا

کر کے ٹکڑے بیچا گوہر شہیدی ظلم ہے
مشتری کم مایہ تھے میرا سخن ٹکڑے ہوا

حضر رندوں کا اگر ساقی محفل ہوتا
اُنکے ہونٹوں سے لگا جام ہلاہل ہوتا

خیس ہوتی تحف لیلے میں ہی ناقہ کی جھا
گر پری چہرہ مرا رونق محمل ہوتا

بیچ میں اور تو پردہ نہ رہا تھا شب وصل
گر یہ شادی نہ آکے اگر حائل ہوتا

اسکی بہی کہ لیے پھول مین چنتا پہرتا ۔ ۔ ۔ ہاتھ آسکا مری گردن مین حایل ہوتا

عالم مین اوسکے تو الطاف شہید ناز کے ۔ ۔ ۔ تجھ کیسی سنہ تہی اگر تو کس قابل ہوتا

غیب نقش آخر سے ہوا یان صفحہ اول کا ۔ ولہ ۔ ۔ ۔ جبا ہے عشق سی ہے کج میرا آئینہ کل کا

دو عالم مین نہین مگن تیرا ثانی کسی صورت ۔ ۔ ۔ مرض نایل کرے تیرا شاشا چشم احول کا

تپش پر بلبلون کی رشک ہر غنچہ کو ہے تم پر ۔ ۔ ۔ ہوا کس فصل مین ہو کو غرض بازی کا دستمل کا

سواری اس مہ شب گرد کی یاد بہاری ہے ۔ ۔ ۔ کھلا ہر کوچہ مین طرفہ چمن گلہای مشعل کا

جسے قاتل نے دیکہا ایک نظر ہم مین کیا بسمل ۔ ۔ ۔ مگر تلوار کا ڈورا ہے ڈورا اوسکے کاجل کا

تبون کی آستان پر جبہہ برسون جہکیا ساکی ۔ ۔ ۔ ہمارا خاک کو ہے نیر مین غرا فرشدل کا

عجب کیا گر یہ سے دھو جای تیرا چشم عاشق کے ۔ ۔ ۔ برسنے سے سفید البتہ ہوگا کاغذ بادل کا

طریق عشق مین کمتر کوئی پیرو کسی کا ہو ۔ ۔ ۔ نظر آیا مجہے آوارہ اکثر جادہ بنجل کا

مرے نخل تمنا کی ثمر گر مزہ چکہہ مین ۔ ۔ ۔ کرین اہل جہان میوہ نمین داخل ام خلر کا

خدنگ یار کا سوفار ہے پیکان گل و غنچہ ۔ ۔ ۔ کمان پر آ تی آغشتہ ہو خون سرخ کوپل کا

نظر اسی دن مجکو اپنی موت کی صورت ۔ ۔ ۔ ہوا احتا شوق تیری تیغ کو جسر و صیقل کا

ہمارا خون خفتہ ہر نیام خنجر قاتل ۔ ۔ ۔ تعجب کیا جو سبز ہو پریشان خواب مخمل کا

کرے خط سبز برہم انجمن ایجم کی گر جا ہے ۔ ۔ ۔ کف عارض مین ہین تو اسمان کا یدانہ خرد کا

بنا تھا تجھ بہار حسن پر شاخ گل جان
ترے رخ کی جو شبنم اشک خونیں بار ہو جا

مرا ہر مصرعہ دیوان ہے اک شاخ شاگوفا
سو شیریں کی منہ مون ہیں ہوا شیریں دہن جا

زبان نرخ دیکھا اک نظر حور بہشتی کو
یہ بہتان اپنے عاشق پر عبث اے گلبدن باندھا

کوی اے جاماہان عرش سے داد اپنی لیتا ہون
ستون اک اب ترے ناموں کے سو لامکان باندھا

شہید اس قدر دانی کا ہون مین کر کر کے خاشکو
لحد پر نخل ماتم یار نے مہر نشان باندھا

مجھے اک عمر سے تھا موتیون کی سہرے کا ارمان
شب فرقت مین تو نے دیدہ گوہر فشان باندھا

رسائی ایک تیرے بام تک اسکو نہین ظالم
کمند آہ مین سو بار مین نے آسمان باندھا

وہ کنج ذات کیا کچھ ہوگا یارب مین تو حیران ہون
حفاظت کیلئے جسپر طلسم دو جہان باندھا

شہیدی کثرت عصیان سے مجھکو خوف آتا ہی
سفر ہے دور کا اور دوش پر بار گران باندھا

ولہ

احسان سپہر ہے مرے دودہ آہ کا
کاکل بنا ہے عارض عارض زیبائی ماہ کا

ہر جا بہار جلوۂ تابان ہو گلشن ان
دامن وسیع ہے مرے مدنگاہ کا

جیسے چمک کے گم ہو شب تیرہ مین شرار
خورشید لقمہ ہے مرے روز سیاہ کا

اسکے طرف اسے دیکھی ہے بدعہدی اسقدر
عاشق کے دلسے وہم مٹا دے بناہ کا

اندوہ دائمی مین کٹی کس خوشی سے عمر
گر جھجکا غم نہو طرب گاہ گاہ کا

روبروی حق نہ اخفای محبت ہو سکا | صبح محشر سے مگر پردہ میرا ناموس کا

سیر کرتا ہوں نگین دل شہیدی زہر سے
کندہ اس پر ہیں کروں کا نام شاہ طوس کا

جان اب تسی ہی کیا بجید چھپانا دل کا | ولہ | آپ سے مجھکو مبارک ہو لگانا دل کا
نئی باتیں نئی گھاتیں نئی چاہت نیا پیار | کیا قیامت ہی نئے شخص پہ آنا دل کا
لاکھ ڈھونڈھا کری وحشت کوئی ملتا ہی سراغ | انکی مٹھی میں ہے ان روزوں ٹھکانا دل کا
ہاے رے انکی ہمگاہ کا سن سن کے گلہ | انکا بھرنا دم سرد اور وہ دکھانا دل کا
انکی برداشت زیادتنک تو کیا نازک طبع | سخت دشوار ہے اب مجھکو اٹھانا دل کا
تھوڑی سی حلقوں میں ہے زلف کی عارض کے قریب | انھیں منظور ہے پھندوں میں پھنسانا دل کا
چاہ کے کچھ تو نرے سی ہو شہیدی اگاہ | کاش چندے اسے بھی جوستانا دل کا

تیری عارض کے تصور سے ہو عالم کا نور | ولہ | میرے گھر پر سون گذر ہوتا نہیں دیجور کا
ناز پرور محبت کو ز آے خواب مرگ | تا نہ زیر سر ہو وقت نزع زانو حور کا
اہل دوزخ جا نہیں دیتے ہیں اپنے جرم میں | داغ تھا میرے کفن پر جلد کے کافور کا
کب تصرف سے جدا رہتا ہے شب کو بند بند | کم نہیں ہے غوث سے رتبہ شہیدی مجور کا
منطق و حدت میں کب ہے امتیاز شخص و نوع | گردن منصور کا ہے طوق خون منصور کا

دیوان شہیدی

سنت مذہب مومن ولیکن کیون یار فتم | سخت کافر ہے سر کار ہے ایمان کس کا

اب شہیدی سے تو ہے ضبط جنون بس دشوار
دامن یار ہی چوٹا تو گریبان کس کا

اور جی دیتا جو حق سے کر کے منت مانگتا | ولہ

میری محتاجی دلیل فرد استغنا بجھے
زندگانی سے بجان ایسا ہون گر ہوتا شہید
تیہہ کے بدلے می پرستی کو سوا میرے خانہ گر
شوق زینت گر مری کافر کو ہوتا قرار
زندگی کی ہی تشنگی سے لب میرے کھلکے
ہجر مین وہ لطف حاصل ہے کہ ہر تے جو وصل
ہون گدا پر موت سے بدتر سمجھتا ہون سوال
کوس سوائی بلند آوازہ رہتا تا ابد
عشق مین ہے بار نا موس دو عالم میرے سر
میری شوخی میرے آگے آئی کیون مانگون یہ بھیک
ہو کے رخصت کیا تجھ بیٹھا ہون کے در مین

پر فزون قسمت سے کیا ہین اہل غیرت مانگتا

کیا نہ ملتی مجھکو گر مالک سے دولت مانگتا
اپنے قاتل کی دعا وقت شہادت مانگتا
گر مرا ساقی دعاے ابر رحمت مانگتا
دست مشاطہ ید قدرت سے بیعت مانگتا
تیغ کی تلخی چکھا دیتے جو شربت مانگتا
سو خوشامد کر کے مین شب بھر کی مہلت مانگتا
بے کفن گڑتا نہ مین سلطان سے خلعت مانگتا
کیا سپہر دون سے مین دون کو نوبت مانگتا
ضعف سے ملتی تو مین تھوڑی سے طاقت مانگتا
مرتبہ روز ازل گھٹتا جو ہمت مانگتا
کاش پہلے اپنے دل سے مین اجازت مانگتا

تجھے سنبھال میسر نہو گئی دو ساونک
نہ مجھکو نہ بزم شراب سے باہر
نہ کر سکے صرف مجھے دو ہی شراب پیر مغان
ہزار جان سے کر دی رخصت خورد و لایق کند
وہی لطافت صورت وہی صفا اندرون
نہ چھپ سکے ترے رخ بین کے آئینہ بست
بلا سے جان تو جائے جو ہاتھ ہی تری ساقی
نماز منع نہ کیجو کہ ہو گی پیر مغان
تو اس ہنر مین ہین شیشہ ناطر نکتہ چیں
نہ تیرے ساتھ شہیدی کو ہو سکی ہمسر نصیب
تیغ کشا دوش پر باعث ہوا سونا کا
جنبش ابرو دکھا کر دور سے مارا مجھے
خود ہے شمع بزم ظاہر تو دم رقص آ پری
گر خار و خیش و فصل بیار پر راضی نہین
کیا غیب منکر ہے میر سے سخن کا مدعی

رواں ہو سکے نہ مین فیض جام شیشے کا
کہ تیرا بردہ ہون ساقی غلام شیشے کا
زبان حال سے یہ ہے کلام شیشے کا
محال نل کی طرح الیتام شیشے کا
ہمارے دل مین ہے نقشہ تمام شیشے کا
کلیسا مین ہین کعبہ نا مک مین دام شیشے کا
قیامت اور بھی لایا خرام شیشے کا
کہ خوش نما ہے رکوع و قیام شیشے کا
نہ تجھسے ہو سکے نازک ہو کام شیشے کا
لیا ہو گر تری زلف مین نام شیشے کا
ایک پر سے اس پہ قصد ہے پرواز کا
تیغ بازی مین کیا کام اوس نے تیرا نام کیا
شمع بزم روح ہو شعلہ ترے آواز کا
نا ور حشر آج دن ہے عاشقون کے نماز کا
کل جہان قایل ہے مین قرآن ہی اعجاز کا

ولہ

ولہ

شکل وہ کہلا ئیگا فردای قیامت مجھکو
وعدہ سچا ہے ترا معنی فردا سمجھا

اٹھ گیا جب شفق رنگ حنا کا پردہ
کف روشن کو مین اوسکے ید بیضا سمجھا

دیکھکر چشم پر آب و مژہ شعلہ فشان
لب دریادہ چراغان کا تماشا سمجھا

آکے جلاد اجل نے مری جان بخشی کی
مین دم تیغ کو تجھہ بن دم عیسے سمجھا

رکھتے کیا جانیئے کیا رشک مسیحا پہ گمان
گر عیادت کا نہ عازم ہوا اچھا سمجھا

مین تو سمجھاون ہزار اوسکو شہیدی لیکن
میرے سمجھانے سے کب یہ دل شیدا سمجھا

بار وی روح القدس مین ہے ترے تیر کا
سینہ عیسے کے لایق دم تری شمشیر کا

چہرہ سے مجھہ ناتوان کے رنگ ایسا اڑ گیا
جانتی ہے خلق گرد ہ چیں کی تصویر کا

نہر خلد تشنگان بے دمیدم پاتا ہے آب
لہلہاتے کیون نہ سبزہ یار کی شمشیر کا

دل مرا حلقون سے اوسکی زلف کی خالی ہوا
ایک دیوانہ ہے بستہ سینکڑون زنجیر کا

میرے دیوان کو تماشا کر نگاہ غور سے
ہر ورق ہے اک مرقع یار کی تصویر کا

نام ہی سنتے رہے پر ہم نہ ہاتھ آئے کبھی
خاک پاے یار رکہتی ہے خواص کیمیا کا

رد عاشق کی فغان صبحدم کا ہے لقب
صاعقہ ہے نام اوسکی نالہ شبگیر کا

تو جو ہمخوابہ رہا اک شب تجھی کہتی ہر خلق
یاد ہے اوسکو مثل خورشید کی تسخیر کا

سو گھنہ سر زد ہوں جسے نالۂ بلبل پر اثر نہیں
عہدہ سونپا ہو تغافل کو مری تقریر کا

اسکے ابرو پر ہمیشہ چین فطرتاً رہی
بل نکلتا نہیں ہے اس شمشیر کا

اس حبیب کے کاکل نشانہ میں چنچل رہا
شب لیا دل نظر نے کام آشکیر کا

اہل صورت کو ضرر ہے مری آہ میں شک نہیں
آب سے پُر مردہ ہوتا ہے چمن نقصویر کا

بزم دنیا میں جسے تیرے تماشا کی ہو نفع
یاں زبان شمع کا قاتل ہے ہر گلگیر کا

جسکو سینے سے لگا لو تے پیکان جانکاہ
دل ہے اے قاتل یہ تیری عاشق دلگیر کا

کر کے میں قطع تعلق سب سے زیوار دنیا
وہ بڑا غافل ہے جو بستہ ہو سوز زنجیر کا

میں بجائے رشتہ پنہاں سبکو دوں زنار کفر
معتقد ہوں زاہدوں کے سبحہ تدویر کا

از کیا شوخی سے اپنے نقش ثانی نہ کیا
سادہ کاغذ ہاتھ میں بیکر تری تصویر کا

مر کے بھی تجھکو نہ کھنا اے شہیدی ہے محال
حلقۂ گرداب ہے حلقہ مری زنجیر کا

ولہ

شکوہ نہیں عشاق کا دستور کر دن کیا
گر اوسکے ستم کا نہوں شکور کر دن کیا

لاؤں نہ کبھی زبان پر نہ تری بیداد ہرگز
بے رحم تجھے خلق میں مشہور کر دن کیا

واقف ہے مری حالسے تو مجھسے زیادہ
ہر روز تیرے سامنے مذکور کر دن کیا

ہو جائیگا چپ سنکے مرا حرف تمنا
نادان ہے اوسی اور ہی مغرور کر دن کیا

شب تاریک عاشق ہین ترے رخکی تجلی سے
یہ روشن تھی رخ پرخاک پریشان ہے گویا

سلا کر قبر مین کھولا کفن تیرے بالکش کا
صباح حشر کا سوجا سے پردہ فاش ہے گویا

ترا سیب ذقن ہے نو رباغ حسن کا میوہ
مہ نو قاب گردون پر اسی کی قاش ہے گویا

دیار عشق بازی مین گلون کے مہر ومہ دولت ہین
نہین یہ سکہ جسکے ہاتھ مین قلاش ہے گویا

کیا عیسے نے مجکو نوش جان کر خون دل اپنا
مریض عشق کی بہتر غذا یہ آش ہے گویا

گلستان مین کیا موج صبا نے گلکو سونکر ہے
نگاہ مقتل مین زیر تیغ میری لاش ہے گویا

نگاہ لطف مین اس شوخکی ہے استقدر تیزی
گمان بینندہ کو جو ہو بر سر خاش ہے گویا

مصور سے بہت ملتی ہے اس تصویر کی صورت
کھچا نقشہ نشہ مین نقشہ نقاش ہے گویا

کسیکو یان نظر آتا نہین خورشید رو اپنا
سراسر خلق عالم دیدۂ خفاش ہے گویا

شہیدی جب رقم کرتا ہے اپنا شعر دیوانہ
صریر خامہ ملک غیب سے شاباش ہے گویا

تو نے شب غم پانون نہ دامان سے نکالا
سر صبح قیامت نے گریبان سے نکالا

حسبطور ہمین کوچہ جانان سے نکالا
آدم کو نہ یون روضۂ رضوان سے نکالا

قربانی انسان کا نہین شوق گر اوسکو
پھر عید کے دن کیون مجھے زندان سے نکالا

احباب کے کاندھے سے گرا جاتا تھا جسدم
تابوت مرا گور غریبان سے نکالا

آسمان مہتی پر قمریون کا ہے وداع
باغ مین آکے لگا بیٹھا ہو شب شاد کا

بے وہی فصل استمایل ہے وہی نازہ ادا
کیون نہ دھوکا ہو پری پر کے ہزاد کا

ای صنم مین جو ادا کو اپنی تجھ پہ نچھاور روز حشر
کر خدا سے یہی کرون شکوہ ترے بیداد کا

یاد چشم سرگین کیا کیا رولاتی ہے مجھے
جس گھڑی قران مین پڑتا ہون تیرے صاد کا

کم نہین ہوتا جنون ہر چند خار دشت سے
دام مین لیتا ہون نشتر فصاد کا

غیر کا ہے اس پہ کیے باغبان جانیکا قصد
یا الٰہی واقعہ درپیش ہو شمشاد کا

طوق ڈالتے ہین کہین زنجیر بنتی ہے کہین
کرم ہے بازار تیری عہد مین جداد کا

عید مین بھی ہوتی ہین نور وزی ہی ہوتی ہے
ہے یہی عالم ہمارے نالہ ناشاد کا

راتون اور اور پڑھتا ہون کہ لولین الطف سے
ہو گیا عشق نہان باعث خدا کی یاد کا

جب سطح چھوٹے بلندی پر اتار آتشین
بام کردون پرزہ عالم ہے مرغ فریاد کا

جمع ہوتے ہین مری آواز پر گل رو ہزار
غیرت گلشن کیا ہے زندان نے گھر صیاد کا

کر سنے الکیا اب حاضر و ناظر نہین
میں جب شہ روز قیامت منتظر ہون داد کا

مغتنم جان اعتبار بہی جسم خاکی کا نہین
اعتماد الصلا نہین ہے کل کے بے بنیاد کا

جیسے دیوان مین لکھی ہے اوس ہر ایک نسخہ
ہر ورق ہے اک صحیفہ شہر حسن آباد کا

غزلیسب اربر قمری کو کیا کیا ظفر آہ
یار کے کیسو مین شانہ نے کیا کیا شمشاد کا

پوچھ کر وقت کر شمہ ابروی خمدار یار
بول اٹھی مشاطہ آج اس تیغ کا جوہر کھلا

بیٹھ کر شکین سے قفس میں کوئی دم مرغ اسیر
مدتوں پنجر کا یہ ابتک کوئی تیرا پر کھلا

بند ہے بھیرا ب اوس بت کی محفل کا در
کشتی کے شغل میں جو میرے گھر آکر کھلا

اور ہی چمکا دو رخ جیب سوا رنگ جگمگا اٹھا
حسن اوس آئینہ کا ملنے سے خاکستر کھلا

چودھویں تاریخ میں تھا شبہ تحت الشعاع
چاند کے جبدم مقابل وہ رخ انور کھلا

تھا وہ روپوش خجالت ہاتھ سیلاب نے
کاوشیں کیں پر نہ میری قبر کا پتھر کھلا

راہ لی ہر نیک و بد نے جیب جنت و نار کی
بیکسی کا حال عاشق کو شب محشر کھلا

آسمان کے ہاتھ سے واشد خلاف عقل ہے
ای شہیدی راز میرا خلق پر کیونکر کھلا

خط شکین لب رنگین پر رخ تابان ہوگا
نازو شوخی میں نہ تجھسا مہ تابان ہوگا

روز و شب انکھوں تلے پھرتی تیری صورت
کب تو ای سرو سمری گھر میں خرامان ہوگا

کرتے ہو تم نگہہ پر مرے دل کا سودا
نہ خریدے دیا ہی اور یہی ارزان ہوگا

اسقدر لطف نہ فرما و شب وصل میں تم
روز ہجراں مجھے اندوہ فراوان ہوگا

سرتپیں ہو گئیں عریاں ہوا جنونکی ناتہوں
اب یہی ناخن میں کوئی تار گریبان ہوگا

دوست نے خاطر دشمن سے کیا مجھکو ہلاک
موت یہ ہے کہ وہ کم حوصلہ نازان ہوگا

قابل رحم حریفان ہے زدہ ہر جائی ہے
تو شہیدی اسکے ایسے پہ پریشان ہوگا

اک تری دلکو نہین تاثیر مطلق اے پری ۔۔۔ ورنہ جب آتش مین کھایا موم آہن ہوگیا

اسقدر دود جگر سے میرے واں کاجل جما ۔۔۔ سبز ماتم خانہ کا ہر ایک روزن ہوگیا

ناز نین رو حکو کیونکر نہ عاراے بھلا ۔۔۔ کسقدر مشعل اپنا جامہ تن ہوگیا

کھائی جب ٹھوکر تیری وحشی کو رم یاد آگیا ۔۔۔ اسکو ہر یک سنگ رہ سنگ فلاخن ہوگیا

سینہ احباب پر پڑتا ہے اپنا ہر قدم ۔۔۔ سیر کے قابل نہین یہ باغ مدفن ہوگیا

کل جنازہ نے شہیدی کو نچایا پیر مین ۔۔۔ ناتوانی سے گریبان طوق گردن ہوگیا

غیر کے کہنے یہ ناداں مجھسے بدظن ہوگیا ۔۔۔ وللہ جھوٹ کو بھی کیا اثر ہے دوست دشمن ہوگیا

یار آیا خانہ تاریک روشن ہوگیا ۔۔۔ ساحت آئینہ مری گھر کا آنگن ہوگیا

تم رہے جس قصر مین وہ صفحہ لیلے بنا ۔۔۔ ہم گئے جس دشت مین وہ نجد کابن ہوگیا

گر خبر ہوتی وہ بیشک ترک کرتا اپنی سیر ۔۔۔ گل سر بازار ملنا اتفاقاً ہوگیا

اسقدر حالت زبون اب تری بیمار کی ۔۔۔ چند بار اوس کے سرہانے رات شیون ہوگیا

کہتے ہین اشک ندامت سے ہو تخفیف گناہ ۔۔۔ ہم تو روئی اور بہی ترا اپنا دامن ہوگیا

جب نہ تب ملتے ہین دست و پا مین اسکے خوبرو ۔۔۔ خون دل اپنا شہیدی حسن روغن ہوگیا

یون دل ہے تری یاد مین وللہ بھرا بھرا ۔۔۔ ساسطان جم سے جیسے ہو کشور بھرا بھرا

جن اور فرشتے میرے گھر مین رہتا ہے ہمارا ۔۔۔ کس رنگ نہ نشین ہو میرا گھر بھرا بھرا

دم دل آتا ہے صورت اپنی دکھلاتے مجھے
رونے روتے جبکہ نور باصرہ زایل ہوا

ہر حسین اہل غیرت طیش کھاکر اٹھ گیا
مجھکو بیٹھا کر تشیمان صاحب محفل ہوا

دیکھکر بوسے ملا یک سیر گریہ کی مجھے
آب باراں سے غبار آدم کا شاید گیا

قیس کہتا ہنا مغیلانکی نہ کر تو پرورش
دھجیاں لیلی کی آخر پردہ محمل ہوا

دیکھکر یوسف کی رخ پر خط زلیخا نے کہا
تھا یہ پیغمبر صحیفہ اسپہ یہ نازل ہوا

قتل ہو کر پائی گرداب حوادث سے نجات
میرے حق مین گھاٹ اسکی تیغ کا ساحل ہوا

کیا چھپے آبی دوپٹہ مین جھلک اُس کانکی
جلوہ عکس قمر کا آب کب حایل ہوا

جھوٹ ہی ہوتے سخن بانگی کی سیاہی ہے زدود
رونے سے کیونکر سپید آنکھون کا تیرہ دل ہوا

تونے گر صورت ندیکھی بات شیرین کیسی
عشق مین محبوبہی کچھ ای کو کہن حاصل ہوا

مجلس آرائی کا مجھپر اپنی تو احسان نرکھ
اور وہان جس مین ہے تو اک مین ہی جایل ہوا

یاد آتا ہے شب عشرت مین انپا دوکھنا
اسکا جھنجھلا کر یہ کہنا تو بھی اہل قابل ہوا

اڑ دہام شوق ہے ہر گام میرا سد راہ
اسکے کوچے مین ہو بیکار اب مجھکو مشکل ہوا

مستحق گر جانتا دیتا نہ بن مانگے مجھے
حق سخن ناحق اوس بت کافر کا مین سایل ہوا

وہ مسلمان کیسے ہین جو ہو تے ہین یاد حق
اپنے بت کی یاد مین اک دم مین غافل ہوا

بازیاب خلوت جانان ہو عاشق بعد مرگ
ای شہید ی جیتے جی جنت مین کب داخل ہوا

پیشتر آب سمو ہوتی ہے مسدل آنکھ
کر رہی نگریہ ہے مسند پر مری کب تک رہا

وہ مسافر ہون جسے شام کو تحقیق ہوا
شہر مقصود کا رستہ کوئی فرسنگ سے ہو

عار تھا ہر کس و ناکس سے مقابل ہونا
شکر صد شکر مرے آئینہ پر زنگ رہا

نہ پسند آئے شہیدی ہمین تیرے اشعار
بجھے انداز غزل سنیکرون فرسنگ رہا

وداع عشق مین خیال ہمن تنگ رہا
دست معشوق مین اک خنجر خونریز تنگ رہا

زینت کندہ کے لایق ہو عقیق روشن
نام سے تیرے جگر سوختہ کو ننگ رہا

سبق شوق دیا عشق نے مجھکو ازبر
طاق نسیان مین دہر نسخہ فرہنگ رہا

سلطنت ہمکو ہی عشق و خنوکی روزیست
دور دل چتر رہا بادیہ اورنگ رہا

اہل ایمان ہون نہ مانون وہ صنم لاکھ کہے
لکھہ کے صورت مری نقاش ان اورنگ رہا

تو نے دیوانہ و فرزانہ کیے سکتے مین
شل رہا دست جنون پای خرد لنگ رہا

خط جانان کے تصور نے کیا دلکو سیاہ
عکس خوبے سی مری آئینہ مین زنگ رہا

گردہ قسمت عشاق کی قسمت کا حیف
صدف جلوہ صورت مین جگر ارزنگ رہا

جان انعام تو لے اے فلک شعبدہ باز
تو دکھا تا ہمین سو رنگ کے نیرنگ رہا

دیکھکر سینہ زنی چہرہ خراشی اپنی
بزم دشمن مین او سی شغل جنون جنگ رہا

البتہ وصل شوق سے جنبش ہی قلب کو
مرغ بریدہ سر کی طرح کچھ تپاں نہ تھا

سرگوشی اوسکو جناب عزت سے ہی نصیب
نالہ مرا مصاحب کروبیان نہ تھا

سو کام مجھکو نالے سے کسدن پڑا ولے
مضمون شوق کیا تھا جو اوسپر عیاں نہ تھا

کب ہم نہ دوڑ بھیجتے تھے ناز عشق سے
کب عذر خواہ وہ بت شیریں زبان نہ تھا

ناگہ لپک جھپکتے ہی ایسا وہ گم ہوا
دونون جہان ڈھونڈھ مرے ہم نشان نہ تھا

کیا جانتے تھے یون ہمین چھوڑ جائیگا ساتھ
ان بیوفائیون کا شہیدی گمان نہ تھا

کیونکر آسان مرے دل سے ہو غم یار کا جدا
روح قالب سے ہوا کرتی ہی دشوار جدا

ضعف سے تن کا وہ عالم ہے اگر آہ بھرون
خلق سمجھے کہ ہوا کچلی سے مار جدا

اس سے تا نزع خطر اس سے لحد مین ایذا
مرض موت جدا عشق کا آزار جدا

ربط چسپان ہے مجھے کفر سے تا زندہ رہون
یار گ جان سے نہین رشتہ زنار جدا

زور آیا ہے کلائی مین جواب نام خدا
اکیدم ہاتھ سے موتی نہین بٹا وار جدا

ہو سکے لالہ کے سینہ سے سیاہی زائل
داغ عاشق کے جگر سے نہ ہوا نہار جدا

تیرے گلشن مین ہمیشہ رہے شبنم کی بہار
لحظہ سینہ سے نہو موتیون کا ہار جدا

زاہد شہر کی ہے طرفہ خرابات مین سیر
پی کے مے سبحہ جدا پھینکے ہے دستار جدا

ہم خلایق کسی دزیاکی گرو ہین نہین
دم مین سو بار ملے اور ہوے سو بار جدا

مرگ کو نین سے آتا نہین خالہ پہ ملال
کس قدر یار کو دعوی ہے مسیحائی کا

دور سے میرے رخ زرد نے دکھلائی بہار
دیا دیوانون کو دھوکا کل صحرائی کا

ماہ مخلوق سے کرتا نہین او ماہ لقا
آسمان پر ہے پہ ہے دماغ اب تری سودائی کا

مجھے بیتابی دل تو نے بنایا ناداں
ورنہ قائل تھا فلاطون مری دانائی کا

مژدہ اے بلبل مست آئی تری مدت کے دن
شوق اس گل کو ہوا ہے چمن آرائی کا

گر یہی عارض نازک ہے تو کر دے گا
نازہ بو آپکے کل تکیون کی دارائی

مین جبا سوون شب وصل وہ عیار جبا
اے خدا کیا یہ عوض تھا شب تنہائی کا

شب وصل ایک نہین کہنے مین اس پر فرقت
حوصلہ دیکھ لیا میری شکیبائی کا

دل مین کچھ سوچ کے شرمندہ سا بیجا تھا
گھر مین سن سنکے وہ چرچا ترے رسوائی کا

میرا ہر روزہ ملاقی وان مین جاکر
شوق تھا بعد فنا بادیہ پیمائی کا

کیون نہ تربت پہ مری سایہ فگن ہو شمشاد
کشتہ کس قدر کی شہید ہی ہون میر رعنائی کا

آغوش کا خط پیکر دیسا نے اوٹھایا
بوسہ کا فراسا غر صہبا نے اوٹھایا

کسکے دل محزون کو ستایا تھا اک عمر
فجلت سے نہ سر زلف چلیپا نے اوٹھایا

شاید مہ کنعان کی نظر آگئی تصویر
کہتا ہے عبث رنج زلیخا نے اٹھایا

خاتم چمن آرا کو ہے کلچین کی اجازت
کیون شور عبث بلبل شیدا نے اوٹھایا

کب تلک ای خاطر وحشی ترے بہلانے کو
کوئی ڈھونڈھا کرے ہر غنچہ بیابان بنا

چاہیئے صبح کے مانند ترے عاشق کو
چاک کرنیکے لیئے روز گریبان بنا

خوشدلی رہتی ہے کیسکی ہم آغوشی سے
اب تو کچھ رنگ نکالا ہے مریجان بنا

قدر سب چاہنے والون کی ہوئی دیکھ لیا
خواہ رہتا ہے پرانا تو پشیمان بنا

عطر و پان و گل و شمع دمی و نقل و سنہ رنگ
ق بزم عشرت کا جو وان جمع ہی سامان بنا

بد گمانی یہی کہتی ہے کہ اوٹھ چل یان سے
آنے والا ہے کوئی آپکا مہمان بنا

کشتہ بہروپ کے اوسکے ہون شہید کہ وہ شوخ
جلوہ فرما ہے مری چشم مین ہر آن بنا

پاؤن رکھتے کو جہ قاتل مین سر جاتا رہا
وله تھوڑی جرات مین بہت روزون کا جی جاتا رہا

بے دلیل اشک عنابی کبھی باور نہو
جس سے کہیے چشم مین ہو کر جگر جاتا رہا

بیم ہے پلے پر چوبجکر تیر کم کرتا ہے توڑ
میرے نالے کا بلندی سے اثر جاتا رہا

وصل کی تدبیر کا خوانا ن قسمت سے ہوا
تیری فرصت مرا ہوش اسقدر جاتا رہا

میرے دم تک اوس گلی مین حشر کا ہنگامہ تھا
اپنا لاشہ اٹھتے ہی سب شور و شر جاتا رہا

باغ دنیا سے ملا کیا ایسا ہنال آرزو
شور زار دل کی خاصیت سے جھاتا رہا

بے مقدر دولت باقی نہ حاصل ہو کبھو
آکے قابو مین مرے وہ سمبر جاتا رہا

اک گل دیدار کی حسرت مین اب دیتے ہین جان
یا ہمارا دامن نظارہ بھر جاتا رہا

ہوا ہوں جب سے آشفتہ قد رعنای دلبر کا
جدھر جاتا ہوں میرے ساتھ ہنگامہ محشر کا

عرق رخسار گلگوں پر پسینہ ہے پیمبر کا
دھواں دھار آپکی نعلین دھوئیں ہی مشک عنبر کا

میں اجبت دیکی فاصد بھیجتا ہوں کوئی جاتا نہیں
کہ ہو میرے بصرف عابد ثواب اس حج اکبر کا

خدا وندا اثر کم ہو ہماری آہ و نالہ سی
دل اپنا مبتلا ہے اندنوں اک نازپرور کا

جنوں افزوں ہے گر فصاد کم کرتا ہے خون میرا
گلے پر پھیر دی خنجر نہیں یاں کام نشتر کا

خدا جانے وہ کیا سمجھا کہ میری قبر پر آکر
چڑھایا اوس نے مرجھایا ہوا پھول اک بکا

ندامت صید عشرت دل مرا پر دردہ غم ہے
نکرتا تھا اوسی پھیا غزال خانہ پرور کا

دعائیں مانگتا ہے دیکھی عاشق کا خدا اوسے
نیا شوق اندنوں پیدا ہوا اوسکو کبوتر کا

دکھلیا اپنا روی آتشین جب اُس صنم نے
گمان بالی کی مچھلی پر ہوا مجھکو سمندر کا

کبھی عمداً وہ بھلا کر جو مجھسے بات کرتا ہے
مزا دیتا ہے اوس کا ہر سخن فند مکرر کا

پسیجا ایک تیرا دل نہ ای شیریں کبھو اسپر
جگر پانی ہوا فرہاد کی باتوں سے پتھر کا

کسیکے عارض و گیسو کی مجھکو یاد آتی ہے
نہ چھیڑ اے ہمنشیں قصہ شب غم گل منور کا

چلے ہے کشتی می راتدان محفل میں ساقی کی
ہمارا دور جب آیا ہوا ہی حکم لنگر کا

در و دیوار پر چھاپے لگے ہیں خونکای قاصد
پتا کیا اور بتلاؤں تجھے قاتل کے میں گھر کا

مجھسے ربخیر سا و طوق سے نفرت رہا کی ہر
ہوا تھا کچھ دنوں مجنوں کو شوق الجذ زیور کا

بہشت استاد خضری قافلے راہ منزل کی
سفر مین ہمرہون سے کٹ گئی پنیا کی پانی کا

پھر زانو تجھے مین لے عشق اکدم رہنے مین سکتا
عدم لیجائیگا مجھکو تجسس تیری تانی کا

تعلی اپنی جان بازون سے اور شک تو بر ہے
ندیکھا کوی پروانہ بھی شمع آسمانی کا

نگاہ شوق مین ہر یک پیرو جوان سرخ و خوشتر
بہشت طرفہ ہے عشاق کو عالم جوانی کا

عیان ہے اضطراب دلسی کیا خط مین لکھا ہوگا
بھروسا ہی تو کیا قاصد کی تقریر زبانی کا

مبارک ای گل نعم شہیدان خندہ تازہ
ہوا شوق اسکے خنجر کو نیام زعفرانی کا

پھرا کرتا ہے راتون کو جگا تا خیل غوغائی
نہین محتاج ویرانہ ہمارا پاسبانی کا

تغیر حال مین اپنے رہیگا شام محشر تک
ابھی سے پوچھنا کیا ہی انجام آرکھانی کا

بھبھار بیخبران سے عشق رکھکر خوبی چاہے
عبث تو بلبل نالان ہے اس گلزار فانی کا

وہ خود فرمان مین ہے اسکا تخیل کیا ہی زمان مین
شب عشرت مین بھی سو عہد تبرا ہو بدگمانی کا

ہماری سادہ رو کا چہرہ ہے ہر صفحہ سادہ
نظر کیا آئے تجکو محو تو نیرنگ مانی کا

مین معتقد ہون خوش عشق عندلیب کا
کہتے ہین گل عرق ہے خدا کے حبیب کا

کب سنبل بہشت معطر کرے دماغ
گر پہونچے نفع اسکے نہ کیسو کی طیب کا

اس نے مساحت جیل طرکے لیئے
بخشش کیا کلیم کو عہدہ جریب کا

بیٹھے وہ شوخ گل پہ گرا و جا آشیان
ہو چکی بس ای چمن آرا سرای عندلیب

پھر قمری تیرے قد کا سایہ ہی سرو سہی
نقش پا تیرا اگر گل ہے برای عندلیب

شمع رو گر تجھ کو دیکھے شعلہ آواز سے
سو سحر محفل یا غیر آتش نوای عندلیب

میں وہ عاشق دوست ہوں فنا ہو کر بھی ہوں تجھ
دیکھتا ہوں گر چمن میں نقش پای عندلیب

ہیبت بخشی کرتی ہے کہ خیران باغ سے
ہے یہ اشعار تازہ سیکھ جای عندلیب

سنبل کیسو ترا گر دیکھے پای عندلیب
دل نہ لوں اس سرگ گل میں بھنسای عندلیب

گر یوں ہی گلشن میں طی خاطر اوٹکا ہے جوش
منہ دیکھے ہر کوئی ساعت میں نبای عندلیب

زیر دیوار چمن ہر صبح جاتا ہوں کہ واں
کانوں میں اوڑنے سی آتی ہے صدای عندلیب

گر خلل کے بزم میں البتہ ہوا پا گذار
ہو جہاں خنداں چمن میں ان کہیں جای عندلیب

دھوپ میں جھلسا رہوں میں پیڑ کی سے سایہ
اور پھرے گلشن میں گلگی سایہ سای عندلیب

اک دن اوس غیرت گل نے تجھے پایا ہاتھ پر
روی گل میں بس چھپے سب خار پای عندلیب

تجھ سے نسلیں عشق کی ہیں گل کھلے کیا عجب
نخلے غنچوں کے چٹکنے میں صدای عندلیب

جس روش تجھ کو ہوا دیکھا ہوا نیچا ہو میں
اس صفائی سے نہ گل کو بھی اٹھای عندلیب

بے سبب کیوں خشم ہے یا صدر ای باغبان
تا ن رعیت ہے تری پیر خشای عندلیب

میرے نالون سے نہین خوشتر نوای عندلیب
شیدہ ہی سے ہے پر گلستان مین ہوا عندلیب

کیون گریبان چاک ہین رنگین قبایان چمن
کر نہین مست شراب نغمہ ہای عندلیب

قدر دانی عاشقی کی ختم ہے صیاد پر
لاکے گل ہر روز کرتا ہی فدای عندلیب

پھینکدی ہی باغبین جوش جنون سے کر کر چاک
گل جسے کہتے ہین سب سے ہے قبای عندلیب

مقتل گلشن مین آیا ہے لیے تر ہاتھ مین
کسقدر تھا گل کو فکر خون بہای عندلیب

اصلکی عاشق کو تسکین نقل سے ممکن نہین
پھول کاغذ کے نہون حاجت روای عندلیب

وہ ترا قد ہے صنوبر کو دکھای فاختہ
وہ تری رخسار ہین گل کو دکھای عندلیب

جو کہ انداز جفا تجھ مین ہی وہ گل مین کہان
کیا وفا ہی میرے سہر ہو وفای عندلیب

آشیان سے صحن گلشن تک بچھے ہین لاکھ دام
کاش ہو موج ہوا زنجیر پای عندلیب

باغبین صیاد کا گلچین سے پہلے ہو گذار
صبح دم خالق سے ہی یہ التجای عندلیب

خصم جان گلچین عدو صیاد دشمن باغبان
وقت تیری فصل کا ہی ای خدای عندلیب

قصہ عاشق کو صبح حشر تک پایان نہین
کیا شہیدی سے بیان ہو ماجرای عندلیب

ولہ

آے تہ رے کے کوڑی محتسب
ٹنگے مستون کے گھوڑے محتسب

گر نہو بے عقل شیشے توڑ کر
عذر مین کیون ہاتھ جوڑے محتسب

کیوں رہروان ملک عدم کی کیا نہ ساتھ
ہم جا رہے تھے چلنے کو تیار عنقریب

محفل سے آخر اوسکے نکلوا ہی جائینگے
شیخی سے جانو بیٹھے تھے اکبار عنقریب

وحشت بھرے ہوئے ہیں ترے تیور کو دیکھکر
آتا نہیں ہے اب کوئی غمخوار عنقریب

وہ دن گئے جنون کی ہاوا کیوا سے
دو چار روز بیٹھے تو دو چار عنقریب

جنس وفا کی قدر گر اظہار پیجئے
کہتا ہے مجھکو یان سے ہر بار عنقریب

ای بد سلیقہ یہ بھی قرینہ ہے بزم کا
عشاق دور بیٹھیں اور اغیار عنقریب

لے اپنے آشیان کی خبر جلد جبرئیل
پہونچی ہماری آہ شرر بار عنقریب

دوری شہیدی اپنی سبھوں کا قصور تھا
ہے شہر گنگاوسے ہی یان یار عنقریب

جواب شہیدی

چپ ہو رستم ظریف کی تقریر کا جواب
سنتا ہے کب وہ عاشق دلگیر کا جواب

وہ دن بھی ہون گے کہ رنگلہ خندہ لب ترے
دیکھینگے ہمارے نالہ زنجیر کا جواب

قاصد سے پہلے واں ہمیں پہونچا گر خدا
خود لکھیے اپنی شوق کا تحریر کا جواب

یوسف نہ لاکھ رنگ سے کھولے زبان طنز
مصر عدم ہیں یار کی تصویر کا جواب

دل کے مقابلہ میں عبث ہے بنائے عرش
بیکار جس تماشہ ہو تعمیر کا جواب

مصرع نہ اب ہو نظم شہیدی ہی ہیں ہم
خطہ میں لکھتے ہیں غزل میر کا جواب

رشک اُس پر مجھے آتا ہے میسر جسکو
ایک معشوق پری چہرہ ہو و جام شراب

گلشن حسن کے طاؤس کے پھنسنے کے لیئے
غورہ زر ہے اگر دانہ بنا دام شراب

گو مین تائب ہون پر انکار کا موقع کونی
خود بہ بزم مین ہے جب وہ گل اندام شراب

مین کرا لیکے سبو بول اوٹھا بادہ فروش
واقعی ہے سبب لغزش اقدام شراب

خم کردن گردن مینا تری فرقتین تو دی
شور قلقل ہے مجھے موت کا پیغام شراب

چشم جانان بہی ترے کیے قایل ہے کہ تو
گل نرگس کو بنا وے گل بادام شراب

وصل کی رات کا لطف اُس سے نہ پوچھ جو بخضر
آپ بیہوش ہوا اپنی کے سر شام شراب

فتنہ و شر کا سبب غمزہ سفاک ہوا
عہد مین تیرے پری مفت ہی بدنام شراب

طبع پھر جوش پہ ہے تاکہ دوبارا نہ کھچے
ای شہ دی اُسے ہم کیون نہ کہین جام شراب

لطف سو دیکھے پلا کر اوسی بیجام شراب
وصلکی رات مین کیا آوی مری کام شراب

پیشتر آمد جانان سے ہوا مین بیہوش
ہو گیا حق مین مری وصل کا پیغام شراب

کفر ثابت ہی ترے چشم کی مخموری سے
کب یہ مسکن ہے پیے صبا اسلام شراب

اوسکی محفل مین رہین تاکہ نہ عاشق کہوین
دور اول مین پلا دیتے ہین بیحد جام شراب

تیرے شیشے کا ہے محلس مین بیتکی چرچا
دیر مین جیسے دھرے زاہد اصنام شراب

تیری خدمت کی بدولت ہیں یہ اعزاز نصیب
رائدان ملتی ہے میخانون مین جام شراب

چشم مخمور کا کشتہ ہون مری تربت پر
کیا عجب خلق چڑھاتی رہے پیمانہ شراب

رنگ ہو جای ہمارا ابھی ہی صبح سفید
اپنی جھوٹی مجھے ساقی کلفام شراب

میری آنکھون مین تری دیکھکے سمجھا کیفیت
سحر کرنے کے لیے دشمن اسلام شراب

ہر سر میخانہ مین اغاز مین دستار و قمیص
کیا دکھاتی ہے مجھے دیکھکے انجام شراب

سر دیا حکمہ شرع مین شیشہ نہ دیا
ہیں رندان جہان لیکے ملزام شراب

زہر حسرت سے شہیدی مجھے جا للیم ہی نوش
ورنہ نہی سلسلۂ عشق مین اقسام شراب

ردیف تای مثناۃ

ہی جسکے سبب رونق بازار محبت
وہ اٹھ گیے لے ساتھ خریدار محبت

تا دل کی جگہ پہ قطرۂ خون ہی رہ باقی
ممکن ہے کھلے عقدہ دشوار محبت

سینہ تھا غریزا وسکو ڈر اخوفی اسکے
کردون نہوا محرم اسرار محبت

شعلے مری آہون کے پر سے عرش تکے چکے
رکھتے ہے ہوا سے اثر نار محبت

میا تھا فرشتون کا زیارت کو ہمای
جس روز بہایا ہمین زنار محبت

ہر لخت جگر نو گل خندان کا ہے بدکش
شاداب ہمیشہ رہے گلزار محبت

غضب ہے ہجر مین جسکے ہین نہ بھائی بہت ۔ ولہ ۔ دیر مین غیر کی بیٹھا ہوا ہے سامنے بہت
مزا نسبت کا جب ہے کہ وہ بدبختی پوشش ۔ خوشی سے بیٹھکے پہلو مین میری گاڑی بہت
ہر ایک سے پرفشان سے نظر پڑتی ہے زدن ۔ ہنوز دیکھئے کیا کیا ہین دکھائی بہت
تھا ایک سال سے ارمان ہو اسکی خفگی سے ۔ گئی ہے کیسی مصیبت سے ایکے ہاتھ بہت
کہے ہے دیکھ مرے رنگ زرد کو وہ شوخ ۔ شہیدی آج کو تم ہی منا کر آو بہت

ردیف ثانے مثلثہ

شب خموشی کا غیر تھا باعث ۔ ولہ ۔ یا ہوئی آپ کی حیا باعث
وان ٹھہرنا صلاح وقت نہ تھا ۔ ہمنشین تو بجھے ہوا باعث
چاہ مین بو الہوس کی خوب نہی ۔ میری خواری کی ہے وفا باعث
بے تکلف رہا مدام وہ شوخ ۔ آج مجھسے حجاب کیا باعث
موت کا کچھ نہ کچھ بہانہ ہوا ۔ ہونی مرنے کی یان دوا باعث
غم سے اور ترے ہزار منہ میرا ۔ پوچھتی ہے تری بلا باعث
شب رکا سارقیب سے بولا ۔ ہمپہ اصلا نہ کچھ کھلا باعث
بے خطا گالیان نہ دے ناداں ۔ ورنہ پوچھین گے آشنا باعث
ہے شہیدی کی روح سے بیزار ۔ یہ اوسے چاہتے رہن کیا باعث

دیوان شہیدی

ہر نقطہ زخم تازہ ہے اس کا قرار گاہ
لب ہی نیام کی ترے خنجر کو احتیاج

محتاج بعد قتل شہیدی جہان عشق مین
فتراک یار کی ہے مرے سر کو احتیاج

ولہ

مین جنبش لب کو دیکھ کے سمجھا سخن موج
پر وصف تبسم سے تری ہر سخن موج

ہر دل مین ترے جلوہ واحد کا ہے پرتو
اک شمع قمر روشن ہے انجمن موج

تیرے ہی بنوشش کا مشتاق ہے کافر
زنار کے قالب مین ہر اک بہ ہن موج

دیوانہ ترا ربط تعلق سے ہے آزاد
کب باندھ سکے آب رواں کو رسن موج

وہ گل جو نہانے کو تحر حوض مین اترا
تھا خندہ زنان موج چمن پہ چمن موج

مشاطہ گری اپنی صبا لاکھ دکھاوے
پہونچے خم گیسو کو مرے کب شکن موج

پوشاک مکلف کی نہ کھہ حرص شہیدی
ہے چاک گریبان نہوا پیرہن موج

ولہ

شرط ہے بحر سوا دیدہ خون بار سے آج
ٹپکے وہ سیل گذر جائی کا کہا ہے آج

ہر تو یہ حرمت ہی جسکی زبان پر کل تھی
مست آتا ہے چلا خانہ خمار سے آج

مضطرب کیون نہو سو سو مین پھٹکے دل میرا
دم بدم دیکھنے کیون مین ہون پیا سر آج

میرا دم ہے ہی مری بیت خون مین رونق
کیا بستی اودا ہی در و دیوار سے آج

وعدہ رویت کا ہے سو قوف ترا فراد پر
آہ کچھہ چارہ نہین حسرت دیدار سے آج

تیری چوٹی پر سے بالے وار گر بنتی ہے صبح
صدق دل سے تیری گردن کی قسم کھاتی ہے صبح

منہ دکھاوے روز محشر تو ہمیں لایق نہیں
گر شب ہجراں میں ہم سے ناز فرماتی ہے صبح

داغ ہے خورشید ساچاک گریباں سے نمود
تشبہ تو خنداں ہے ہم کو کیا تری یاد آتی ہے صبح

کب کسی کے گھر پہنچتا ہے وہ پر فن رات بھر
تو شہیدی کو عبث ہر لحظہ دھمکاتی ہے صبح

ردیف خائی معجمہ

نہر بہشت کا ہی ہے مجھے شہد ناب تلخ
شیرین کو کوہکن سے تھا ملا جواب تلخ

وہ میٹھی گالیاں وہ شکر خوار وصل کا
ہر دم ہی یاد مجھ کو ہے خورد و خواب تلخ

اسکی نگاہ قہر سے بیخود ہوا رقیب
کم ظرف ضبط کر نہ سکا پی شراب تلخ

بوسہ لیا ہے لب سے نہ دشنام تو نکال
شربت کو میرے کر نہ ملا کر گلاب تلخ

کاغذ میں قند باندھ کے آتے ہمارے گھر
یا خطوں میں کرتے ہیں اب یہ عجاب تلخ

فرقت میں اسکی ذائقہ بگڑا ہے سمع کا
سمجھا میں نغمہ شکریں رباب تلخ

مشہور عہد حسن گلو سوز میں ترے
شیرین کا عرف ہوا شکر کا خطاب تلخ

حنظل کلام غیر کا ضد اونکی شب وصال
دنیا میں چند ہم نے کیے انتخاب تلخ

یار صحبت اہل معنوی میں گر کرے اثر
پینے سے نیشکر کے ہو مذاق کباب تلخ

مہمانی ایک دن ہے سگ کوہی دوست کی
ای سوز دل جلا کے نہ کر یہ کباب تلخ

بھر نہ بیٹھا صف بزم میں کوئی ذلت سے
بزم جاناں میں ہر خالی مری جا میرے بعد

ہوئی عشاق نوازی کہ وہ دل سے معروف
بائے مقبول ہوئی میری دعا میرے بعد

تھا جنوں تجھکو پڑھے رہتے تھے میرے ناخن
تو ذرا کھولیگے وہ بند قبا میرے بعد

دیدۂ تر کو تہ خاک ہوا زار ان حسرت
آگ نکلے ہوگی کہ شعلہ کی بہا میرے بعد

جیسے چلتی ہے کمان کر میں جدا بعد از جنگ
چین سے دو ابرو گے ہونگے جدا میرے بعد

دوش پر رکھینگے دو ہرا کے سبھی عزت سے
خاک پر لوٹتی کیوں زلف دوتا میرے بعد

گھر سے نکلا کرینگے عطر میں ڈوبے ہر صبح
تیرے بن آوگی اے باد صبا میرے بعد

کیوں نہ خون لاکھوں شہیدی وہ ہر اے زینت
میرے روضہ سے مٹینگے حنا میرے بعد

ولہ

شام سے ایسی خوشی دل میں سمائی شب عید
کہ آئے تا بہ سحر نیند نہ آئی شب عید

اسمیں معشوق خوشی کرتے ہیں آپس عاشق
وصل کی شب سے بھی عشرتین سوا ئی شب عید

ای خدا میں بھی مسلمان ہوا خوشی کر تو فدا
میری اور یار کی ہو جا ہی صفائی شب عید

دمبدم صبح کو کہتا ہے کہ ظاہر ہو شتاب
ہے مرے بخت کو بھی دعوی خدائی شب عید

سنتوں شب عید کی عشرت تھی شب عید کو مفت
ختم کر زلف جو کافر نے بنائی شب عید

شفق شام سے خجلت شفق صبح کو تھی
لعل لب پر جو ہنسی تیری بھائی شب عید

کم ساتھ ہوا روے نکو خوئے نکو کا ۔۔۔ ہے نیک مگر روے صفت خوئے نکو محمدؐ
ہے سرمہ کوری مین نہان دیدۂ تر مین ۔۔۔ جس دن سے ہے حیران ہری رنگیوی محمدؐ
ماہ نو شوال سے عاشق کو نہین عید ۔۔۔ جب تک نظر آجاے نہ ابروی محمدؐ
کس وضع او بہای ہوے ہین یار دو عالم ۔۔۔ ظاہر مین تو نازک سی ہین بازوی محمدؐ
تھا بیش بہا حسن کے بازار مین یوسف ۔۔۔ پر ہو نہ سکا سنگ ترازوی محمدؐ
گلگشت گلستان مین پر ہو صل علے تم ۔۔۔ ہر پھول کی بو مین ہے رچی بوی محمدؐ
کعبہ کیطرف منہ ہو نماز و نہین ہمارا ۔۔۔ کعبہ کا شب و روز ہے منہ سوے محمدؐ
ہر نخل بیابان عرب مجھکو ہے طوبے ۔۔۔ ہون شیفتہ قامت دلجوی محمدؐ

رضوان کے یہان لے چلون سوغات شہیدے
گر ہاتھ لگے خار خس کوے محمدؐ

ردیف ذال معجمہ

عشاق کو ہے زہر تر اجس قدر لذیذ ۔۔۔ نوشین لبون کے کام مین کب ہے شکر لذیذ
دشنام یار و بادہ کا ہے ایک سا خواص ۔۔۔ یہ دونون اہل ذوق کو ہون تر لذیذ
عاشق کے دل سے اسکا نہ پرہیز ہو سکا ۔۔۔ سب نعمتون سے غم ہے زیادہ تر لذیذ
سمجھو نہ میزبانی سلطان عشق اہل ۔۔۔ برسون جلا کے ہمنے کیا ہے جگر لذیذ

نظر آئی وہ مژدہ دل کی تپش رفع ہوئی — حرکت نہ کر سکا کہ ترا شیر شکار
کوئی ہے بستہ فتراک کوئی خستہ ہم — صید گہ مین ترے کیا کہتا ہے تو تقریر شکار
ریگ تفسیدہ پہ جو تیرے وادی مین — نہ کبھی یاد کرے ساحت کشمیر شکار
نقرئی قبضہ و خنجر ہے طلائی قاتل — آئے تھے حلق پہ ملکر مگر اکسیر شکار
ذوق جولانگہ دلدار مین اللہ اللہ — کعبہ سے نکلے ہین پڑھتے ہوئے تکبیر شکار
یہ بھی اعجاز سمجھ میرے شکار افگن کا — دل سے مصروف دعا ہو تہ شمشیر شکار
بسملی کے کی کسکو ہے پرسش ورنہ — کرے حلقوم بریدہ سے بھی تقریر شکار
واقعہ یار کے میدان کا اگر خواب ہوا — صبح محشر نظر آجائیگی تعبیر شکار
دست و پا کو قلم اسواسطے قاتل نے کیا — نہ گلا گھٹنے کی لذت کرے تحریر شکار
دفعتاً کب مرے قابو مین وہ عیار آیا — صید ہشیار کو کرتے ہین بتدبیر شکار
کر دیا مہ سے لیا گھیر پری کو جس نے — بے قمر غے کے ہوا مجھسے نہ تسخیر شکار
اب ترے ہاتھ ہی ہے جان جہان موحیات — کہ شہیاری ہے ترا بستہ زنجیر شکار

ولہ

آئینہ سپہر سے ہو جائی رنگ دور — عاشق کے دل سے ہو غم سبز رنگ دور
ایمن رہے نہ دل خم زلف دراز مین — وہ شوخ پھینکتا ہے فلاخن سنگ دور
پایا طلب کو پہلے ہی منزل مین ایگیا م — تو اپنی کاہلی سے سمجھ پیشو رنگ دور

شکر سے ہو ملیون کو نہین عشق حسد
کل طیر ہند محو ہین میرے کلام پر

مین ہون بشر کلام بشر ہے مرا کلام
حاسد کو اعتراض ہو حق کے کلام پر

سینہ سے وہ جو کال ملا چٹ لپٹ گیا
کیا آ چلے تھے زخم جگر التیام پر

اللہ رے جو وصل شہیدی کو ہو نصیب
عاشق ہوئے ہین ایک بت ذی احتشام پر

پہلو مین تپش دل کو ہے سیمل کے برابر
وللہ نہ ترپے گا مری دل کے برابر

ہے حال مرا مردمک چشم کے مانند
اس بات مین کچھ فرق نہین تل کے برابر

تکرے شط الفت مین ہو لاکھون سفینے
تختہ نہ لگا ایک بھی ساحل کے برابر

بے یار ہین قتل کیا اسیر چمن نے
ہر شاخ ہوئی تیغ حمایل کے برابر

تم وہ ہو کہ جھٹ نام کے لیتے ہو ملالو
مشکل کوئی چھاتی پہ ہو گر سل کے برابر

یا شاہ نجف ایک نظر لطف ادھر بھی
مشکل ہی نہین ہے مری مشکل کے برابر

مقتل مین شہیدی کو غبت دھو نہ ہم
دوسر ہے ادھر خنجر قاتل کے برابر

سہدوش رہے سرو قدان کو نہال کر
وللہ کشت امید منتظران پائمال کر

ہو ایک بوسہ مین رہن نالہ پر شکر
تیغ نگہ سے قطع زبان ہو سوال پر

باریک تر خیال سے ہون تیرے واسطے
جسپر ہی جا نہین تیری دلمین خیال کر

مژدہ اے قاتل ہوا وہ نیچہ ان بسمل سرد — حسکو تو یا ہتا تھا خاکسار خون میں غلطان ہو کر

چار موج قلزم رگ روان میں ہے اسیر — تیری دیوانے کہاں جائینگے بیابان چھوڑ کر

خود فروشی حسن کو لازم ہے یوسف عزیز — مصر کی بازار میں آیا ہے کنعان چھوڑ کر

پیستم تازہ سنو کرنے لگا شہستانی ضعاف — تیر بے پیکان ابھی سے طفل ناداں پھینک کر

کیا اوٹھا لاشہ شہیدی رند کا جو شیخ عصر
نعرہ زن دوڑا مصلا مسجد میں قرآن چھوڑ کر

ولہ

گل کھائے غصہ و غصہ تن درد مند پر — مہریں لگیں جنون کی مری بند بند پر

فرصت نماک پیش کی ملی نہ لکھ عشق میں — انبار رون آگ لوٹ پڑی اس سنہا پر

نظارگی چمن میں ترے قد کشی کے ہیں — سب قمریاں چڑھی ہوئی سرو بلند پر

کوئی گرے رکاب کے ٹھوکر سے منہ کے بل — کیا غم اونہیں سوار ہیں پشت سمند پر

مذکور اوسکے حسن کا سن سنکے جا بجا — سو ناز دلمیں ہوتے ہیں ہنا پسند پر

دل ہی کا شیشہ تھا کہ درست اسقدر رہے — دائم اسی گرفتہ ہے پنجا گزند پر

گلشن میں عندلیب خوش الحانکی یادگار — ہیں بلبلہ صبا سے سر اسیمہ چند پر

سو حسن سے ہے جلوہ نما یار پردگی — عالم کی چشم نقش و نگار و پرند پر

چاہ ذقن میں دل کی ہے جا اسکی زلف سے — آیا نہ میرے چور کو چڑھنا کمند پر

دیکھکر ایک جبل پر جیسے حیران تھا کلیم
شام کے وقت وہی نور ہی ہر کوٹھی پر
ہر طرف سیکڑون خورشید و قمر جاوہ فروش
وہ اودہ ہر کوٹھی پہ اپنے یہ ادہر کوٹھی پر

پردگی یار کا نظارہ شہیدی معلوم
ہان جڑہے دیکھنے کو چاند اگر کوٹھے پر

گر نہین ہے باغبان گلشن مین طغیان بہار
جام عمر بلبلان بھر دیگا طوفان بہار
ہر گل خودرو کو ہے تشویش ساماں بہار
اُنکے وحشی کا جنون شاید ہو مہمان بہار
گر کھلا ہوتا نہ روزن سوی صحرای خزان
عشق کے فانوس مین تھا تنگ زندان بہار
غم گل جنت کی ہے کوتاہ دستی کا مجھے
پائے فندق بند سے رفعت مین ہے شلان بہار
اسکے باغ حسن کی کہتی ہے گل چینی ہوس
چاک ہوگا مثل گل سو جا سی دامان بہار
چشم خون افشانہ بسمل تیری حسرت ہے گل
جلوہ رنگین سے رنگین عید قربان بہار
چشم نرگس زلف سنبل خط بنفشہ چہرہ گل
بر سمن قد سرو قالب باغ تو جان بہار
لالہ پر عارض نے ڈالی ہے اب آ رنگین خرام
تیری گرد راہ سے طرح گلستان بہار
تو جو گلگے بعل پردے مین ہو ای شاہ حسن
یون ہو وان عریان تنون پر کیب ہو فرمان بہار
واکرے آکر کدہ ہے بخشی یا وصبا
ہر کلی گلشن مین ہے سربستہ فرمان بہار
یار کی تیغ ستم ہے چمن مین یادگار
پر نمک شبنم سے ہین زخم شہیدان بہار

کیون نہ جی پیہم کے خواہان شہیدی ہون ہزار
اُن کا ایک ایک ہی انمول خریدار سے ناز

نہین ہی جرم کشی کا وہ ہوسناک ہنوز
خون عشاق پہ ہی تیغ ستمناک ہنوز

لالۂ مرغ سے خالی چمن و امن زمین
مقتل یار مین کلگون تہ فتراک ہنوز

پاؤن دھرنے نہ دیا اُسنے فرش زمین پہ کبھی
چال کا کشتہ ہے یہ دفن تہ خاک ہنوز

جوہر آئینہ ہین جوش صفا مین پنہان
اُسکے عارض نہین ظاہر مین خط تماک ہنوز

لعب بازی مین بھی خوبی جو اُسی سو کیا ذکر
پردۂ گلشن فردوس نہین چاک ہنوز

اہل حمام کو تعظیم کہان گھٹریون تک
سیم سادہ سے تہی کیسہ دلاک ہنوز

عصمت و لطف مین یکیان و غریو دلہا
ایک ہی اُسکے حسابون سیم و تریاک ہنوز

جلوۂ عام سے بن آئی ہوسناکون کی
نیچہ طرز تغافل سے وہ بیباک ہنوز

خاص بچارہ شہیدی نگہ قہر آلود
دشمن خلق نہین غمزہ چالاک ہنوز

مبتدی ظلم کے مکتب مین ہوسناک ہنوز
مشق کرتے ہین جفا کی تہ افلاک ہنوز

مار جادو تری گیسو نے دکہایا یکشب
سبز ہے نہر کی تاثیر سے تریاک ہنوز

گئے اجزای عناصر وطن اصلی کو
دشت غربت مین ہی آوارہ وہی خاک ہنوز

عشق لبچل مجہے آتشکدۂ گبران مین
ہو چکے چشمۂ زمزم سے نہین پاک ہنوز

تنگ آشکدہ دست سے ہون اصحاب حرم
بھیجیے تین مجھے تحفہ خس و خاشاک ہنوز

کھینچکر تیر مری لاش سے خرسند نہو
دل مین رکھتا ہون ترا غمزہ بیباک ہنوز

عشق مین رنج و غم و حسرت نہو میر معشوق
شاید اس حال سے واقف نہین افلاک ہنوز

جامۂ کعبہ سے مجھکو نہ کفن دین احباب
مین نے پہنی نہین اتری ہوئی پوشاک ہنوز

دوسرے گل تربت لیلے ہوئی خشک
دیدۂ قیس مصیبت زدہ نمناک ہنوز

گر نثار قدم دوست ہوا جو ہر جان
ای شہیدی ہوس جان نہین مینوخاک ہنوز

ردیف سین مہملہ

یہ تیرے عہد مین ہی گرمی بازار ہوس
عشق کو پھوک کے عاشق ہی خریدار ہوس

چشم ہے ساقی میخانہ و مخمور طمع
سب مین دارو ہی مسیحائی بیمار ہوس

نہون عشاق اس آہنگ مخالف کی حریف
شوق کے ساز کو درکار ہی وان تار ہوس

طالب وصل درازی رہی گر زلف یونہین
ہونگے اجزای زمانیکے گرفتار ہوس

چشم بیمار کو ہو اہل ہوس سے پرہیز
یاالٰہی نہو پیدا مجھے آزار ہوس

گر ہوس دور ہو سب کچھ ہو تہیدامن مین
گنج مقصود کے در پہ سے اوٹھا مار ہوس

ترک لذات سے مطلوب ہین جنت کی نعیم
خرقۂ زہد مین پوشیدہ ہی زنار ہوس

ہم ہوسناک مین ممکن نہین ہمکو میر قنع
لب خاموش سے اپنے نہو اظہار ہوس

کر رشک کی نگاہون مین دی حاصیحکو پھیکے
سر پر مری طباخ فلک خشت ہے آتش

صد چند گرد ہی مرے سینہ مین ہوں مہیج
جلوہ سے تری بھولی ہے اپنا مقر آتش

فرقت مین تیرے جیب و بغل متفرق ہوئی عنصر
جان باد دین خاک دل آب جگر آتش

فردوس مین عشاق تری گرمی خوئی
اے حور سمندر کو ہو گھبر گی تر آتش

کیا سینہ مین آتش ہے جلے نور طبق چرخ
آتش کے کرہ مین ہو اگر اسقدر آتش

بالان ہی ہے غیر کی شہرت سی شہید ہے
کب آپکے چھینٹون سے نہو نوحہ گر آتش

شمع روشن کو دکھاوی بزم مین پروانہ قمر
تو پری گرم تماشا ہو کرے دیوانہ رقص

سینہ عاشق مین پایا کوئی دل کا یہ حال
تا بہ تفسیدہ پہ کرتا ہو جون دیوانہ رقص

شب نگارا باون دیوانون نے کس کس رنگ سے
بجز اشک خون مین کرتا تھا مرا دیوانہ رقص

آشنہ چندان نہین شوخی وہ سرو وقار
اسکے باغ خلد کا ہے سبزہ بیگانہ رقص

کسکی آمد خوشی ہے آسمان زہرہ سی
مانگتا ہو دایم پکشب کمر اکاشانہ رقص

دلبر نوعمر سے ضبط تبسم ہو محال
یک نظر دیکھے جو میرے اشک کا غلطانہ رقص

زلف جانان مین تری دل صد چاک ہے
طرفہ دست افشا نبون سے کر گیا شانہ رقص

طرف سے صد چند ہو در کار ساقی وجد کو
بھونکدی خم مین کر لیکا پھر مرا پیمانہ رقص

حلقہ خوبان کو گھیر اشعاہ جوالہ نے
شمع جو رے مین قیامت ہے تری پروانہ رقص

جملہ قصیدہ شہد ساز کا محتاج ہو | صور اسرافیل ہر عاشق کو معشوقانہ نفیر

ردیف صناد مہملہ

چمن کو ابر سے اور ابر کو بخار سے فیض	ولہ	بخار کو مری مژگان مایہ دار سے فیض
نہ خاک شور کو ہے جلوہ بہار سے فیض		نہ شور بخت محبت کو وصل یار سے فیض
مرض نکام کا رکھتے ہیں بخت شیدائی		دگر نہ عام ہے اوس زلف عطر بار سے فیض
نہ پر ہمارے نہ چرخ تہا درخت پر آیا		کلاغ و بوزنہ کو نخل میوہ دار سے فیض
ہمارے گریہ سی تازہ نہود دل افلاک		زمین پہ کشت کو اکثر ہے چشمہ سار سے فیض
فسردگی دل مردہ سی ہے یان تلقین		خوش اعتقاد کو لاریب ہے مزار سے فیض
اس ایک پھول نے روشن کیا ہے گلشن کو		جہان تیرہ کو ہے عشق کی شرار سے فیض
نسیم ہی انہیں لاتی ہے جوی پیراہن		ہمارے عہد میں کیا کم ہے روزگار سے فیض
صفائی دل کا سبب مجھکو ہے کدورت غم		عجب نہیں کہ ہو آئینہ کو غبار سے فیض

یہ جسم نزار جہنم کے کام آئے تو آئے +
شہید آتش سوزندہ کو ہی خار سے فیض

بلا کشوں سے نہ کہنا جو حسن یار غرض	ولہ	گلی میں اوسکی نکلتی مری ہزار غرض
غرض سے کب کوئی خالی ہوئی غرض کو ترے		مثال کوہکن و قیس یادگار غرض

ردیف خائی معجمہ

نالون سے اپنے مجھکو ہے بیت الحزن مین خط — ولہ — آہنگ خوبش سے روکو زندان تنین خط
ہنگام کریہ اوسکی تصور سے مجکو ذوق — باران کے روز اور ہی کچھ ہو مہین مین خط
شادابی اور رنگ کی ہوگی کمو باغ مین — آن نازنین گلرخون کی انجمن مین خط
اک نام مین گلونکو ہو سو رنگ التفات — کیا ہم لطیف روحونکو ہے پیرہن مین خط
کاتی ہو دلق کونہ مین جس نے تمام عمر — بے شبہ اوسکی لاش کو ہوگا کفن مین خط
نوکر خط کے واسطے غربت کر اختیار — مجبور کیون ہے گر نہین باقی وطن مین خط
ہجران مین خط طبع شہید کے محال ہے — معذور رہون اگر نہو میرے سخن مین خط

ردیف عین مہملہ

جیسے ہر شام ہون اوسکو چہہ مین ندائی جمع — سحر عید ہو جو رم مین قربانی جمع
میرے گریہ کے سبب سے بر فلک سے باران — سقف کب ٹپکی نہوا و سپہ اگر پانی جمع
بال گندہ ہوا اینکا مبدل سے اذیتین شوق ہوا — حسب خواہش مری دلمین ہے پریشانی جمع
روش ناز و تغافل سے جو واقف نہین یار — بحث عاشق کی ہوئی شوخی نادانی جمع
کھینچتی اوس چہرہ رنگین کے تو بی شبہہ شبیہ — آب و آتش ہو تری سعی سے گرانی جمع
تو بھی آئینہ خاطر کی طرف دیکھہ ذرا — تیرہ ہمشکل ہین یان ایسے تلاشانی جمع

چشم مین فدکا تصور جوہ بیار و عکس رو
دل مین اوس رشکخانۂ مخمل خانہ ارژنگ و شمع

وصلکی شب پیاران دونون پر آتا ہی مجھے
ایک سایے کی طرح مین ساعد خورشید رنگ و شمع

لیکے شمع نور گر آوے فرشتہ موت کا
پھیر دون اول شب و عد مین سر رشتۂ رنگ و شمع

اوس پر لکا شعلہ آواز ہے نادر طلسم
دیکھیے جس نے مذبکھا ہو بھم آہنگ و شمع

دشمنو نفرت سکو ہو اور شیکو خواہان جملہ خلق
قدر و قیمت مین ہین یکسان شاہ ہو ان رنگ و شمع

عاشق صادق فکو اوسکے روز ہی خلوتکی رات
یہ سپہر و مہر ہین فانوس مینا رنگ و شمع

اوس رخ و بیسے ہین محفل مین گل و بلبل نمط
جیسے اس نالان و گریان سے بغل مین چنگ و شمع

جلوہ روشن کا ہی کس بت کی یا رب فیض عام
نور مین یکسان ہین بتخانہ کا ہر رنگ و شمع

ہین وہ ماتم دوست ہون ساماں شادی ہیچکر
مرثیہ خوانی کی خاطر مول لون ارژنگ شمع

خواہش طبع دلی اور میرا عشق ناتمام
باغ سبز و نشہ گل محفل رنگ و شمع

ایک شب تو یا الٰہی ہو دعا میری قبول
پہلو مین وہ شعلہ رو ہو سامنے ہو چنگ و شمع

دیکھنے والون سے تیری ہے سند آئینہ رو
ایک نور تیرہ سی ہی خلق پر جن رنگ شمع

اپنے جانبازون کو تو اٹھکیلی سی جیسے ہیر جان
کیون نہ اس محفل مین پروانے کی ہو نیرنگ شمع

صدمۂ ہجران و فرط شوق و امید وصال
باد تند و موج فرسنگ و فرسنگ و شمع

شمع گل کر نیمے اوس نے ڈالی طرح جنگ
میری محرومی کا باعث شب ہوئی ہی چنگ و شمع

دیوان شہیدی

ردیف القاف

نہیں جلاتے جو گھر میں شب سیاہ چراغ ۔۔۔ انھیں فرشتہ دشوں کو ہے نگاہ چراغ

فلک سے چھپ کے شب و عدد شام سے تا صبح ۔۔۔ رہا میں خانہ خالی میں بے پناہ چراغ

برابر آٹھ پہر میرے گھر ہو نور افشاں ۔۔۔ کرامات نے رکھی ہیں دلیہ اشتباہ چراغ

سرور دل ہے زم فرط آہ و انین لعف ۔۔۔ تلف ہو شدت سرصر سے بے پناہ چراغ

مقابلے میں تری رخ کی ہو وہ مجال کہاں ۔۔۔ کہ تارے پاس کے جیسے ہوں کہ ماہ چراغ

تصور شب روشن میں یاں شب دیجور ۔۔۔ شروع شام سے مستور صبحگاہ چراغ

دل شکستہ عاشق ہیں تیرے رخسے فروغ ۔۔۔ گذر کے خانہ بے سقف میں ہو ماہ چراغ

چمکتے ہیں بت کافر کی مانگ کے موتی ۔۔۔ کہ تیرہ شب میں ہے روشن فروز آہ چراغ

کہے سخن تیرے رخ میں لکھے ہیر ایسے غزل ۔۔۔ ہماری بزم میں ہو گا وہ شمع گاہ چراغ

ولہ

مگر سنا ہے گذر تربت شہیدی پر
نمود دود سے جو ہر رہا ہے آہ چراغ

ردیف الفاء

فزوں تر آئینہ سے پیرہن صاف ۔۔۔ حیران تصویر سا اوس کا بدن صاف

مری تقریر پر کیوں ہے تبسم ۔۔۔ کہاں سے لاؤں تیرا سا دہن صاف

بہت دل غرق ہو کر رہ گئے واں ۔۔۔ مرے یوسف کا ہے چاہ ذقن صاف

دوست دشمن کے غرور و تعجب میں فرق
اشک غم اور اشک شادی اور
لعل و گہر کی آب و تاب میں فرق
اشک غم اور اشک شادی اور
لعل و گہر کی آب و تاب میں فرق
زلف دوتا میں لب اور سے ہو مست
ناز قتل اور شراب میں فرق
بجز ہوا و ہوس کیا ہے عشق بازوں کو
دیوان شہیدی

کہیں ہے کاوش مژگان کہیں ہے جلوہ مژگان
کہیں ہے ناوک مژگان کہیں ہے نشتر مژگان
کہیں ہے ابر دوڑ کا دل اور کہیں ہے بجلی
کہیں ہے اشک مژگان کہیں ہے دیدہ مژگان
کہیں ہے خاطر مژگان کہیں ہے دل کی آفت
کہیں ہے خانماں برباد کہیں ہے دامن مژگان
کہیں ہے نشتر مژگان کہیں ہے زبان پر
کہیں ہے دل کی آفت کہیں ہے دامن مژگان
بنا دوں نشتر مژگان کو صفحہ کاغذ کا
اسا دوں خط مشکیں کو دامن مژگان
دل میں ہم نوا کی ہوا دامن مژگان

یار کے رخ سے آئینہ کو فروغ — یان نہین ماہ و آفتاب مین فرق
عاشق بے قرار ہے دشوار — وصل کے لطف اور عتاب مین فرق
پانی ہے خشک حلق تشنہ جگر — نکرے جذب و شور آب مین فرق
دم کیجیے نکلنے پہ کچھہ نہ تھا گویا — کیا شہیدی مین اور حباب مین فرق

نہ ہاتھ اندنون جام کا شراب کا مشتاق — نہ گوش نغمہ و چنگ و رباب کا مشتاق
نہ دل کو ذوق تماشای باغ صحرا کا — نہ دیدہ سیر گل و ماہتاب کا مشتاق
دو ہفتہ مہ نظر آئین ہزارون آنون کو — صبح نہون کبھی تعبیر خواب کا مشتاق
کلی کلی یہی ہے خضر چشمہ حیوان — گلوئے خشک نہو قطرہ آب کا مشتاق
ہجوم مقنعہ سر ہیگا انکا بیش نظر — ہوا ہون جیسے رخ بے نقاب کا مشتاق
ہماری نامہ کو یکخواندہ اُس نے چاک کیا — ہر ایک حرف تھا اور نہ جواب کا مشتاق
سنا وشاہ شہیدی فراق کا کوئی شعر — بہت دنون سے ہی بندہ خباب کا مشتاق

ردیف کاف عربی

دل برشتہ عشاق کا ہی مہمان چاک — ہمیشہ دانہ بریان مین جیسے خندان چاک
ادہر ہی موسم گل انکا زیب دامان چاک — ادھر ہی جوش جنون سے مرا گریبان چاک
مئی بہار سے افزون ہوئی ہے جی جس کی — بشکل گل ہے گریبان تا نیان چاک

ردیف لام

الفت کا دیکھنا یہ ثمر بھر رہا ہے گو — کو بچانگا کے دل پہ مرے تیر پیسے نمک
سیران سہل کی تپ فرقت کا ہون مریض — بہتر ہے میری حق مین ہوا شیر سے نمک
بلبل نہ مجھسے بحث کر پھیکا ہے تیرا شور — جھیڑتا ہے میری نالہ شبگیر سے نمک
کیا خوب زخم پاکا ہمارے کیا علاج — بلوا دیا ہے حلقۂ زنجیر سے نمک
دھوکا ہی دیجیگا تھا مجھے صبح پھیکے دم — شبرین کا نقش یار کی تصویر سے نمک
پھیکے ہین تیری سنکے سب گو کہ ہین فرحزا — سیران ہند مین ہے کشمیر سے نمک
ڈاڑھی ہوئی سفید ملیحون سے مل نہ شیخ — رکھتا ہے ربط کچھ بھی ہوا شیر سے نمک
مختل ہے سینہ ریشونکی ناصح خدا سے ڈر — برسا نہ زبان فصاحت تقریر سے نمک
بوسہ پر ایک کان ملاحت کہ ہو نہین قیلد — کھاتا نہ پڑا ہے اپنی ہی تقصیر سے نمک
ہر طرفہ تر زبان شہیدی مین جا شی — سودا سے اس نے لی ہے شکر میر سے نمک

ردیف کاف فارسی

رہا لباس ہمارا ہی ارغوانی رنگ — پسند اشک ہے ان روز روں سیمیانی رنگ
نہ کھنچے تری تصویر ای گلابی پوش — ملا کے صبح و شفق گر بنائے مانی رنگ
کلی انار کی رکھتا ہے آرسی پر کیا — ابھی کھلیگا ترا موسم جوانی رنگ
شب مراد کسی مضطرب کی تھی ای شوخ — مسی کبود حنا کا ہے زعفرانی رنگ

تیری ظلم ای گل پڑے ہی عنا کیے ہو نصیب
جب آتشکار ہین پڑتے ہین آہن کے پھول

ای شہیدی زندگی کا دردسر جاتا رہا
میرے حق مین جوہر خنجر ہوی مخمل کے پھول

کیا سیاہی ہی شب ہجران کی در جاتا ہی دل
ہمنے دیکھا ہی تماشا آمد سیلاب کا
وصل کی شب مین نہ تھا دلدار کو بھی منظور
کسقدر شیرین شمایل ہے تو ای شاخ نبات
شعلہ کو لرزش نہین ہوتی مکان نیدین
ایک دلبر کے ہون مفتون جسطرح دو صد عذار
بیقراری دل کی مین کیونکر چھپاؤن یار کو
غنچہ پژمردہ پھر شاداب ہو ممکن نہین
دام گیسو ہی شہیدی اسکی زلف حلقہ دار

غزل

لمعہ مہ کی طرح رو رو کے چلاتا ہے دل
کب کسی کے روکے رکتا ہی جب آتا ہی دل
میری بر مین جیسے روز ہجر گھبراتا ہی دل
دیکھتا ہون جب تجھی سو سو مری پاتا ہی دل
سینہ عاشق مین کیون ہر لحظہ تھرراتا ہی دل
ویسے شرماتا ہو نہین اور مجھسے شرماتا ہی دل
سینہ پر جب ہاتھ رکھا ہو ٹھہر جاتا ہی دل
ہاے اپنا اب کوی ساعت مین مرجھاتا ہی دل
جسنے دیکھا اک نظر خوش ہو کے پھر آتا ہی دل

ردیف میم

محسود اک جہان ہین سخن دانیون مین ہم
پیدا ہوی نہ کس لیے دہقانیون مین ہم
خواہان جان ہین تن آسانیون مین ہم
تا زندگی رہین گے پشیمانیون مین ہم

دل غمزۂ قاتل کے ہوا مندرکرین آپ
آیا جگر تیر بلا اپنا جگر ہم

لازم ہے کفن چادر مہتاب سے دینا
تھی عشق کے زخمی کو بہت خواہش مرہم

فردوس کی گنجائش کو بھی چھپتا ہو نہاں
دوزخ پہ ذرا سینک لین دیا سن تو ہم

گر وصل کی امید نہ ہو واں ترے مایوس
کونین کو اک دل کی تپش مین کرین برہم

یارب ہو بپا تفرقہ انداز فلک کا
مشتاق اُدھر یار ہے بیتاب اِدھر ہم

صورت بھی نہ دیکھین دم قتل اسکی کیا یاد
اک عمر رہے ساتھ لیے تیغ و سپر ہم

کس کس سے ہو اخلاص بلا جانی ہماری
عارف ہین کہ رکھتے ہین سر و کی نہ ثمر ہم

چشمک سے عدو کے بھی اگر چھیڑ رہے ہو
ہین اوسکو سمجھتے تپش دل کا اثر ہم

جو ظلم نہ کرتے تھے کیے اُس نے ستم بیش
شاکی نہین پاتے ہے دل تنگ کے پر ہم

گر جانتے پردہ سے عالم کے نہ نکلتے
کیون جلوہ دکھا کر ہوئے مصدور شرر ہم

ہونے دی بہم ہوش کا خرمن کا تجمل
دکھلا ینگے اک شوخ کی بجلی سے نظر ہم

ہر خار ہے نخل مژہ کو زبان دشت
دم لینے کو ٹھہرے تھے کہان یہ شجر ہم

کیا وقت سحر حوصلہ باقی ہو دعا کا
جب کر کے دعا دیکھتے ہین اوسکی اثر ہم

تو چاند سے بہتر ہے کہ دونی ترے منہ پر
پاتے ہین قمر ون شلم سے بھی دو نیم سحر ہم

بن ٹھن کے ہو وہ رشک پری سامنے جبلم
کیون غش ہین نہ آجائی نہ آخر ہین بشر ہم

انتہاے عشق بھی ہوتا ہے کافر ایک دن
تار تار جیب سے بنوا رکھین رشتا رہم

جملہ تن گر ہو دہن قاتل کے چوبین بانکو
تیری قسمت سے کہان لاین ای شکار رہم

پھینکتا ہے کب وہ ہمسے صید الفت پر شکار
آرزو مین ایک دن ہو جائینگے مردار رہم

رشک کافر کے سوا کوئی نہین اپنا رقیب
ای پری پیکر مین ترے عاشق خسار رہم

گھر ہمارے آج وہ خورشید پیکر آئیگا
دیکھتے ہین شام مین کچھ صبح کے آثار رہم

جسقدر غم عشق مین کھائے ہین اتنا غم نہ کھان
ساری عالم کے اگر بالفرض ہون غمخوار رہم

دیکھہ ای نادان ہمارا راز تو افشا نہ کر
کچھہ نہین تیرے سوا آخر محرم اسرار رہم

نشۂ وحدت مین یکسان ہے ہمان سرشار رہم
گنتے ہین دیر و حرم کو خانۂ خمار رہم

جیسے پھینکی ہاتھ کی تسبیح بن منکے دھوکے صبح
نام تیرا لیتے ہین پیر مغان سو بار رہم

مے فروش اپنا سبو ہمسے اوٹھوا نہین
ایک دن غفلت مین کہ مٹھے ہے ہر ہشیار رہم

نے ہمارے جینے کی شادی نہ مرنے کی غمی
عالم امکان مین پیدا ہو کر ایسے بیکار رہم

ہمکو تیرا منہ مبارک ہے بہت ای رشک حور
صبح محشر ہون گے تجھکو دیکھکر بیدار رہم

وہ سپاہی زادہ بستر پر ہمارے بر سے
پیچ مین رکھہ لینگے سوتے وقت اک تلوار رہم

ساتھ رکھتا ہے کب تک کسی کا مان مگر
جی لتصدق کرنے کو تم پر سے ہین تیار رہم

غرق آلودہ رخ تیرا گلستان گل و شبنم ۔۔۔ ولہ ۔۔۔ گلستان بن سر جلوہ یکے زمان گل و شبنم

تجھے یاد آگیا موتی لگا دوں دامن رنگین ۔۔۔ گلستان مین جو دیکھا ربط پیہان گل و شبنم

گل و شبنم کا ہے نظارگی خورشید رو میرا ۔۔۔ عجب کیا گر مہ و انجم ہو قربان گل و شبنم

جدائی شمع خنداں سے تر ہے جان بادگریان کو ۔۔۔ نہ ٹوٹے صبح تک یہ عہد و پیمان گل و شبنم

شہید یار بن جب جانب گلشن سے جاتا ہون ۔۔۔ بناتے ہین ہدف سو فارپیکان گل و شبنم

ردیف نون

کاش انکھین محفل سے تب تک یہ سیتم دیکھا کرین ۔۔۔ ہر کسی سے وہ لڑائین انکا ہم دیکھا کرین

گھر سے بن ٹھن کے نکلنے کو دن نام خدا ۔۔۔ کیون نہ پوچھا کرین وہ اپنی ہر قدم دیکھا کرین

اسکو مارا اسکو باندھا اسکو زخمی چھوڑ کر ۔۔۔ چلدیا وہ مہ غرا لان صرصر دیکھا کرین

ہمنے انکھین موند لین دنیا کا پردہ کھل گیا ۔۔۔ بیٹھے ایا ب بصیرت جام جم دیکھا کرین

داغ ساماں شب مہ مفلسون کو ہے عبث ۔۔۔ جشن منعم کا تماشا صبح دم دیکھا کرین

ہے ہین وہ دیکھنا انکو بہت اچھا نہین ۔۔۔ اُن سے کہدو آپ ہی آئینہ کم دیکھا کرین

پوچھنا کیا ہے اگر تم انکو پاؤ کیا کرو ۔۔۔ روز و شب تصویر تیری ای صنم دیکھا کرین

آب و تاب روی روشن پر ہے دن کو لگا دہ ۔۔۔ رات بہر زلف سیہ کا پیچ و خم دیکھا کرین

طرفہ صحبت ہی ہمارے شکل سے بیزار تم ۔۔۔ ق ۔۔۔ روز و شب خواہش ہی تمکو وسلم دیکھا کرین

شاہد وصی سے یہ محروم ہون مین دنیا سے — اتقا کا مرے زباد گمان کہتے ہین
شانہ بھی نابلد اوس کی چھکا ہی یہ عیار — زلف مین دل کو خدا جانے کہان رکھتے ہین
جیسے تصویر مین شنجرف کی مد ہوتی ہے — غنچہ لب جا ہی دہن سرخی پان رکھتے ہین
لمعہ نور مین پوشیدہ ہے حال خورشید — گو نہ ہم دیکھین پر ہی چہرہ وہان رکھتے ہین
آسمان پر مری آہون نے پہریرے کھوے — فیل پر صاحب اقبال نشان رکھتے ہین
سور محشر کو سمجھتے ہین فسانہ اپنا — بخت بیدار عجب خواب گران رکھتے ہین
اسی دو سطر مین ہو ختم کتاب آداب — لب خاموش مرے طرفہ بیان رکھتے ہین
نہ فقط شعلہ رخسار پہ اون کو ہی گھمنڈ — چشم بد کو وہ ہیچ دچ ہی دھوان رکھتے ہین
غیر سے پرسش احوال رہے کی کب تک — متوجہ ہوا وہر ہم ہی زبان رکھتے ہین
صید کر لیتے ہین کیون کر دل عاشق اطفال — تیر بن بھال کا بے چلہ کمان رکھتے ہین
ذوق پرواز ہو کیا طوطی خط کی مانند — آشیان باغ مین ہم فصل خزان رکھتے ہین

اس غزل پر ہی شہیدی کوئی منصف نہوا
آہ کیا بغض و حسد اہل جہان رکھتے ہین

اوسکی تصویر شب و روز رہی سینہ مین — دلہ عکس زائل نہوا آکے اس آئینہ مین
بو حقیقت کی سنگھاوی مجھے کیونکر نہ مجاز — بام کی کچھ تو ہوا آہی رہی زینہ مین

تیرے اگر لحاظ ادب پر پڑا نقاب
کمبخت میری شرم و حیا دیکھتا نہیں

کل چشم نیم باز سے ہٹ تک نہیں رہا
پروانہ پائے چشم پر اد دیکھتا نہیں

اے بیخبر اندیشہ اوجائے کر کام کو
دیکھے نہ دیکھے کوئی خدا دیکھتا نہیں

دیکھیں شہیدی اس سے ہوں کو جگا میسا
آئینہ جس سے آنکھ ملا دیکھتا نہیں

خنجر نگہ یار کا ہے دست اجل میں
گل خندہ ہے پروردہ مسیحا کی بغل میں

مدت سے زمانہ کی فزوں تر ہے شب تار
محبوب کیا شام کو عاشق کی نہ ا میں

محفل میں اگر شرم سے خلوت میں وہ شوخی
ہر ناز خوش آئند ہے جاں اپنی محل میں

اوروں کی حکومت ہی رہی کشور دل پر
اس طرح خرابی ہی رہی میری عمل میں

ہو یار میں اور غیر سے پہلو میں ہی یا رب
جو بات کہ ثابت ہے قمر اور زحل میں

بعد ذالقہ معلوم ہوا میوہ جنت
کیا طرفہ مزا ہے تری شمشیر کے پھل میں

ہوا پر سے چالیس شب در فزوں طوفان
عالم کو بہا سکتی ہیں آہیں مری پل میں

عشاق کو ہے وحشت نوردی سے بڑا شوق
بیٹھے ہوئی تم عیش کرو رنگ محل میں

قاتل کوئی دم اور بھی بے شبہ عطا ہو
باقی ہے اگر کچھ بھی طمع بازوئے شل میں

اسکون سے مری پیکر خاکی کو ملی ہے
سر تا بقدم فرق ہے روح و محل میں

تر پڑا تہا ادسے محبوب جفا کار سے کام
دعوی صبر مین ہم قایل ایوب نہین

رخ اگر دوست کی جانب ہی ترا خرما دار
کسوت بوقلمون برمین ہو معیوب نہین

ہر گھڑی غصہ ہی کیا ہی کبھی تو ہنسدی
رشت روی تری ای فتنہ دہن خوب نہین

زیر لب شاہد کنعان نے کہا وقت وداع
گر یہی گریہ رہا دیدہ یعقوب نہین

بنتے ہین تار نظر بند نقاب رخ یار
پردہ انکھون مین ہمارے ہی وہ محجوب نہین

ایک ہے حسرت و امید فقر مذہب مین
جب سے طالب ہون ترا کچھ بھی مطلوب نہین

غم فرقت سے ہوی سلب صبر ہوش حواس
وصل کا اوسکے صدا افسوس کہ یہ اسلوب نہین

تختہ خاک ہی زہر دہن مار سے بہتر
عشق کی دشت شرر بار مین یان دوب نہین

جب نہ مطلب کے انہی حرف وہ نادان سمجہا
خط طولانی عاشق صفحہ مکتوب نہین

ترجع کیوقت شہیدی سے جو خواہش پوچہی
کیا ہی حسرت سے کہا یکہ مجھے مرغوب نہین

خوشبوی پان سے درد ملا قند ناب مین
گھولا مسی نے مشک شفق گون شراب مین

بیدار ہو یہ فتنہ خدا جانے کیا کرے
آشوب جان حشر تری چشم خواب مین

پیغام وصل تو نہین لکہا کہ سو بخ ہو
کیون دیر اسقدر مری خط کے جواب مین

کاش آئے ناگہان مرے سر پہ وہ تند خو
سرزد ہو بیسے لاکھ خطا اضطراب مین

چھیڑ سے مینے جو کی شاہ شب کے زلف کا
ذکر زبان پہ آگیا حلق کا
صبط نہ اوس سے ہو سکا زخم جگر کا ہو گیا
چھلنی کہ گھنگروں کو جب اوسنے بجا کہا کہ یون
تیر ستم کی شق مین اوسکو بڑھی نہ حوصلہ
صدقے تیرے بیا مبر کہہ تو جیسے بنا کہا کہ یون
باتون مین کیسے کٹ گیا حلق شہید ہوش کا
دینے کو وہ جب قضا کہتے ہوا رہا کہا کہ یون
عاشق پہ بعد ظلم و ستم اچھا نہین
سب کی ہم ہے گفتگو تو بھی تو لب ہلا کر یون
غصہ سے کر سکتے ہین ظالم الگ جا پیری نشست
دیکھ ہے اے ظالم کہے دیتی ہین ہم اچھا نہین
ایک خاموشی سو سو عزت ہو تو کی دیر ہین
پھٹ جا پاس اپنے اک دم ہے سو دم اچھا نہین
دیکھ کر مجھکو چراغ مسجد ہم بولی قضا
ہر کسی سے بات کرنا اے صنم اچھا نہین
آمد شبگی زندان کیا آفت کہ مجھکو دیکھکر
حق مین اس بیمار کے عیسیٰ کا دم اچھا نہین
کی ہجر و حسرت کے دنون مین ہمنے اک عالم کی سیر
سب سیرون نے کہا اسکا قدم اچھا نہین
رفتہ رفتہ راہ و رسم دوستی کم ہو تو خوب
یار کے کوچے سے کچھ باغ ارم اچھا نہین
کر بٹھا دن چار پاس اپنے کہتا ہے دشوخ
ترک کر نی حنا کتابت یک قلم اچھا نہین
آنکی آمد شد جو اک دن سے زیادہ ہے مہر
میرے حق مین کب کا لطف و کرم اچھا نہین
کوئی تو کہتا ہو رہا گھر مین کم اچھا نہین
ہو شہید ہے رات دن کا رنج و غم اچھا نہین

ترجمہ

بیاض غالب دوسرے یار کے دن

ترجمہ

بیاض غالب تیسرے یار کے دن

ترجمہ

بیاض غالب چوتھے یار کے دن

ترجمہ

بیاض غالب پانچوین یار کے دن

ترجمہ

بیاض غالب چھٹے یار کے دن

ترجمہ

بیاض غالب ساتوین یار کے دن

ترجمہ

بیاض غالب آٹھوین یار کے دن

ترجمہ

بیاض غالب نوین یار کے دن

ترجمہ

بیاض غالب دسوین یار کے دن

ترجمہ

بیاض غالب گیارہوین یار کے دن

ترجمہ

بیاض غالب بارہوین یار کے دن

ترجمہ

بیاض غالب تیرہوین یار کے دن

ترجمہ

بیاض غالب چودہوین یار کے دن

ترجمہ

بیاض غالب پندرہوین یار کے دن

بزم مین اونکی طرف مین نے جو دیکھا کل رات
کس ادا سے وہ ہوی مجھپہ خفا آنکھون مین

مجھسے کیا پوچھتے ہو کیون ہین ترے آنکھین سرخ
یاد وہ خون جگر کا ہے نشان آنکھون مین

ہر طرف نظر مین نہ پھیلا کرو وہ غمزہ نہین
اور تاثیر ہے اب نام خدا آنکھون مین

سامنے میرے نہ غیرون سے ملایا آنکھین
کچھ یہی اوس شوخکے ہوتی جو حیا آنکھون مین

خون اگر روون کہون پاے نگارین کسکے
ملے آنکھون سے کہ ہے رنگ حنا آنکھون مین

ایک شب دیکھکے اوس رشک پہ یکو قاصر
آج تک پھرتی ہے وہ جنبش پا آنکھون مین

رشک گلنار مری آنکھون کو کہتا ہی مدام
اسکے اک شاہد گلرنگ قبا آنکھون مین

آئینہ دیکھکے مشاطہ سے کہتا ہی وہ شوخ
چشم بد دور غضب سرمہ لگا آنکھون مین

کیا ملاحت رخ جانان مین ہے اللہ اللہ
آگیا جسکے تصور سے مزا آنکھون مین

ہنسے دیکھی ہے تری آنکھون کے دو یکی بہار
کس رگ گل سے کہ یان نشو و نما آنکھون مین

مردم دیدہ کو ہے خلعت زر کی خواہش
جلوہ فرما ہو تو اے مہر لقا آنکھون مین

سات پردے مین اگر رہنے سے ہی شوق تجھے
یہ بھی اک منظر پاکیزہ ہی آ آنکھون مین

دل خون گشتہ مرا جسکو نہایت ہی عزیز
سینہ چاک ہوا ہے اسی جا آنکھون مین

حق نے اسواسطے آنکھون مین بنای پردے
جوش گریہ مین تو لے اشک چھپا آنکھون مین

ایک عشوہ مین کیا اوس نے شہید
خنجر و تیغ ہی بھر رکھی تھی کیا آنکھون مین

خبت کے سیب کے مری دل سے مٹا ہوس
ایک شب سنگھا کے خواب مین سیب ذقن کو تو

مجنون کسکی چشم کا شاید بنا ہرن
پھرتا ہے سرنگ رہا ہو کنکر اکیون ہرن کو تو

حسرت کشون کا اور ہی رتبہ ہے عشق مین
پرویز آپ سانہ سمجھ کوہکن کو تو

بیٹھے ہین جم بنائے ہوئے اور ہی حسین
پیارا لگے ہے کیسے سب انجمن کو تو

جاتا ہی میرے بوسے کا ناداں کوئی اثر
سو بار دھو گلاب سے اپنے دہن کو تو

کھا زہر گر کنوئین مین چھپری پہیر حلق پر
زنہار دل نہ دی کسی بیباتشکن کو تو

جاتا ہے اوس شناورہ عاشق کے گھر مجھے
ہمدم لپیٹ دے مری سر سی کفن کو تو

تعظیم سب دہری رہیگی آ ہوے صرم
جسدن نظر پڑے مرے ناوک فگن کو تو

کلیان جلین جلین مرے فرقے کی پہرین
اے سوز دل نہ داغ لگانا کفن کو تو

سر دیر مین چڑھانہ شہیدی مال کار
کہتے تہے ہم نہ جاہ بت نیغ زن کو تو

شاہدی ہی کم متعوا اوس سمین کے روبرو
قیس افلاطون مری دیوانہ پن کے روبرو

کھانس ریشم کے مقابل اوس سے بھی کم قدر تو
سنبل باغ اوسکی زلف پرشکن کے روبرو

ایک ہون ہے لاکھ تقریر مسلسل کا جواب
کیا کہون احوال دل اوس کم سخن کے روبرو

چوکڑی بھولین ابھی صیاد گلرخسار کا
ذکر چھیڑے تو غزالان ختن کے روبرو

دیوان شہیدی

یارب شتاب روز مرا ہجر شام ہو
اُس طائر زبون کی افسوس زندگی
بزم نشاط یار مین ہے اذن بار عام
ساقی بقدر ظرف عنایت ہو مجھکو بھی
ہم رندون مین ہے ذکر مئی لطف عام کا
کیون اسقدر کلام رقیبان بیحد و لحاش

ولہ

ابتر ہے کار عشق کسی ڈب تمام ہو
جو لایق چمن ہو مقر اوس کا دام ہو
تا فرد رشک سے نہ کوئی شاد کام ہو
گر کچھ نہ بیشتر ہو برابر تو جام ہو
اہل ورع مین ذکر حلال و حرام ہو
خاصیت زبان سگان الیتام ہو

جب تک نبھی نبھی نہین راہ اپنے گھر کی لی
عاشق کسیکا ہو، اشہیدی غلام ہو

سرو سے قد پہ اوٹھا، ہاتھ جو انگڑائی کو
کاٹ کر حلق سر شام فراغت پائی
دیکھیے ہم مردہ دلون قدح آب بقا
لے خبر اپنے تغافل کی اگر سمجھے قدر
نہ میرے قتل مین لے غیر سے بھی صلح
سہم کر دشت سے لی شہر کی رخ سیدھی راہ
اپنے شہرہ کا سبب گر نہ سمجھتا وحشی
دوست کس واسطے رکھتا مری رسوائی کو

ولہ

مستر اد اوس نے مصرع رعنائی کو
ہمنے اک لحظہ مین کاٹا شب تنہائی کو
زندہ ساقی نے کیا رسم مسیحائی کو
آفرین تو بھی کہے میری شکیبائی کو
داغ لگتا ہے ستمگر تری خود رائی کو
پھر نظر دیکھی جو مجنون کے سر سودائی کو

ولہ

بوسہ زن بس ہے تجھے گر سانس بھی گاہے نہ لے
ہو حریف بزم عشرت شب ترے سر کے دو

شب جو بوسے پر تمہارے منہ سے ہم کچھ کہنے لگے
کہکے یون یہ اب کے دو تب کے دو وہ جب کے دو

بولے وہ جھنجھلا کے نامہ کب ہوا تھا آپ کا
ہاں یہ کس نے کہہ دیا کس نے کہا کب کے دو

لکھہ شہیدی دوسرا مطلع بدلکر قافیہ
بھیجنے مین رہ گئے اُس شوخ کو اسباب کے دو

قولہ

کیون نہو بس بس ابھی ہے دیکھے بوسے اُسکے دو
تو بھی اب لون مین بارہ دس تو دس سکے دو

آپنے جو چار بوسے کی قسم کھائی ہے کل
آج لونگا مین مقرر رو کے دو یا ہنسکے دو

دوپہر کی بوسہ بازی مین یہ کہنا اونکا تھا
دھوپ کا ڈر کھانی ہے جی چھوڑ پرے دھسکے دو

یون ہی سینہ سے لگا کر بوسہ لیسکتا ہون مین
شوق سے بند قبا مین تم گرہ کس سکے دو

ایک بوسہ گر مسی مالیدہ لب سے مانگیے
لے کے ہنگامی مین طاقے سونی اطلس کے دو

ہاتھ دیوانے کی مزدوری نہ دیتے اور کو
مجھکو ہی دو بوسے اس چھکے نہ پرس نکسے دو

دام مین لاکر شہیدی چھوڑتا ہے یون کہین
آج تو دس بیس خاطر خواہ بوسے ہنس کے دو

قولہ

ایسا کسی کا عشق خدا خوش اثر نہو
جان کہو مون مین فرق تمین وہم بت خبر نہو

اے وہ ہی چہرہ گر ہو مری گھر وہ بے نقاب
اُس دم کہ چشم شوق کھلی ہو نظر نہو

لکھو اور خیر کس توقع پر عداوت کا ہی یہ عالم
اگر عاشق کہو مرزا اسکو شوق شاہین ہو

ملایا غیر مذہب والی کو کب اپنے مذہب مین
مسلمان اس برہمن زادہ زنار حق بیدین ہو

وہ ہی موجود کس سے استعانت کا ہمون منت کش
نہو میری دعا مقبول کر مقبول آمین ہو

ہماری جانفشانی کی سزا ہی بیوفائی ہے
اگر مین غیرت فرہاد ہون تم رشک شیرین ہو

طپان ہی خاک و خون مین کشتہ دست اس نگار مین کا
کہو رضوان سے جاکر گلشن جنت کی تزین ہو

ہوس ہی روشنی کی عرش کے قندیل کو کیا شب
ضیا بخش دو عالم الٰہی شمع خانہ آمین ہو

نزاکت مین یہان جان نزاکت ہے
گل نسرین مین ہو رنگ آشکارا بوی نسرین ہو

کھلے ہین کسقدر مرغوب گل گلزار جانان مین
ہوس نظارہ کو ہے پنجہ مژگان سے گلچین ہو

سمائی ہی یہ عشرت اس گل خندان کے خاطر مین
جہان مرکیون نہ جائی اسکی خاطر پر نگین ہو

ادھر آج اعتقاد پاک سے ہر محتسب آیا
خیال حضرت پیر مغان کچھہ اسکو تلقین ہو

یون ہی ہے طول تیرا گر شب تنہائے عشق
تعجب کچھہ نہین شام ابد گر صبح تحسین ہو

الٰہی ہے وصف مین اسکی کمر کے گر غزل تم نے
شہیدی برق کا ہی مصرعہ برجستہ تضمین ہو

ردیف الہا

کم نہین خورشید خاور سے پھین مین آئینہ ولہ ہر رخ رخشان کے پرتو سی کرن مین آئینہ

آب صاف نہر سے لیتے ہین گلم اپنا نکال
کم مروج ہے جوانان چمن مین آئینہ

سیر کرنے جو گئے ہین بار باغون آج مین
کیتکی مین آرسی اور یاسمن مین آئینہ

لب تمہارے تمکو پیارا دل مرا تمجکو عزیز
گر حباب مین لعل مہنگا ہی یمن مین آئینہ

تو نے کیا آتش لگائی ہے درخت طور پر
شعلہ رو لٹکا کے شاخ نارون مین آئینہ

شام اس خورشید رو نے صبح کی اہل بزم
شمع کی جا اب لگا لاؤ لگن مین آئینہ

نیک کو نیکا اور بد کو بد نظر آتا ہی صاف
فکر روشن سے جڑا مین نے سخن مین آئینہ

اپنے گھر مجھے چمن کی سیر کرنا ہی وہ
رکھکے زانو پر بہار نسترن مین آئینہ

خط سبز اس کا فریب بعل لب ہوگی مگر
عارض رخشان ہے رقعہ پر شکن مین آئینہ

دیکھتے ہی صاف صورت ہو تمکی آئی نظر
بہتا ترے مایوس کے داغ کہن مین آئینہ

اس گل شاداب نے بھی کھوا ہین نبد قبا
ہو مقابل گر صفا کے کہتا ہو تن مین آئینہ

یار کو مرے چھڑایا جسے اس کا فر نے آہ
کم نہین ہاروت سے جادو کے فن مین آئینہ

عاشقون کا خون نہ چڑھتا حشر تک دیکر سر
کاش رکھدیتے سکندر کے کفن مین آئینہ

لیکے دو دل عاشق و معشوق کو کرتے ہین کیا
ای شہیدی ایک بس ہو ملحد و لہن مین آئینہ

تبارا کیا لگا بت بیداد گر کے ہاتھ یہ | ولہ | ناحق قلم کیے جو مرے نامہ بر کے ہاتھ

نکلا کیئے وہ چہرہ کو چمکا کے ہمیشہ
رہ رہ گیئے حیرت زدہ لجا کے ہمیشہ

پیونا رزمین کرکے اغرا مرے بولے
اب سوز یہان پانون کو پھیلا کے ہمیشہ

آباد رہے وحشت دل جس کی بدولت
یہان رہے نت نئے صحرا کے ہمیشہ

اک عمر سے صحبت ہے ولے جب کہا ان سے
سر نیچے کیئے سنتے ہین شرما کے ہمیشہ

قسمت مین ہے کیا نخل تمنا کی الٰہی
پھل اُس کے ملین خاک مین گدرا کے ہمیشہ

گم گشتہ الفت کی ہون آرام کا قایل
سایے مین رہا شہپر عنقا کے ہمیشہ

تاراج گہ خیل نکویان ہے مرا دل
طرفہ کہ اسی گھر مین پڑی دا کے ہمیشہ

چھاتی پہ دھری تفتہ زمین دشت طلب کی
عشاق گیئے سایہ مین طوبے کے ہمیشہ

ان آنکھون نے کیا کیا نہ ہمین سیر دکھائی
گھر بیٹھے سفر مین رہے دریا کے ہمیشہ

احباب سے دیکھی نہ وفا ہنے شہیدی
شرمندہ ہوئے شفقت اعدا کے ہمیشہ

لڑتی ہی اگر بزم مین دو چار کی نگاہ
چھپ چھپ کے ہمپہ پڑتی رہی یار کی نگاہ

جسوقت اپنے بزم سے تو نے اُٹھا دیا
ہر ایک سمت تھی ترے بیمار کی نگاہ

مقتل مین جسطرح سے شفا ہے کے واسطے
پھرتی ہزار سو ہے گنہگار کی نگاہ

کان جہان مین گوہر یکتا تھا مین پر آہ
ٹھیرے نہ مجھپہ میرے خریدار کی نگاہ

ولہ
ق

محمد حسین شہیدی

اوس پری سے گو شہیدی کو پیوند وصل
سانگ ہے زربفت کا دلق گدا پر حاشیہ

ردیف یائے تحتانیہ

نہان وہ شوخ پر سیر و دل و نگاہ مین ہے	ولہ
شہید ناوک حسرت جو راہ یار مین ہے	
سیاہ پوش ہی آیا نظر اٹھا جو ابر	
گرا کنار مین جو اشک خون مژہ سے گرا	
ہوئی ہے شہر مین یہ شایع اسکی آمد رفت	
پس وفات گلی کسکی مجھکو یاد آئی	
کہانیون مین جو مینے سنا وہ جھوٹ نہین	
ہوئے ہین جز و بدن اوسکی یاسمین و پوشاک	
زوال خط سے نہین حسن روے جانان کو	
ہمیشہ ہجر مین اوس گلے مین رہا ورنہ	
کسی کے دست حنا بستہ پر پڑی ہی نگاہ	
جو کچھ بساط مین تھا بہادا دو دی بیچے	

مقام حور کو فردوس کے انا دین ہے
مراد کچھ ہو دو عالم اسی شکار مین ہے
ہنوز ماتم فرہاد کوہسار مین ہے
ہزار شکر مرا دل مرے کنار مین ہے
کہ جس سے وعدہ نہین وہ بھی انتظار مین ہے
کھلی بہشت کی کھڑکی مرے مزار مین ہے
ہمین ہین ایک کہ جان اوس پہ کے ہار مین ہے
سراپا سرو گل اندام برگ و بار مین ہے
کہ آفتاب مری حسن سے غبار مین ہے
کبھی خزان مین ہے بلبل کبھی بہار مین ہے
حسد سے آگ لگی پنجہ چنار مین ہے
نہو مجھو طرفہ مرے عشق کے قمار مین ہے

بہار حسن جوانی گلعذار تجھ مین ہے آج
نہ گل مین ہے نہ کسی اور گلعذار مین ہے

عبث نہ سمجھیو تم یہ نمود سرخی کی
نشان آبلۂ قیس نوک خار مین ہے

نگاہ کر کف ساقی مین گردن مینا
کہ سرخ پھول کھلا سبز شاخسار مین ہے

فراق یار مین خنداں نہین ہین اہل جنون
ہر آن مرگ سری میرے اختیار مین ہے

کروگے یاد مرا ڈار ہین مار کر رونا
کہان یہ جوش و خروش ابر نوبہار مین ہے

پلٹ گیا وہ پری نیم راہ سے سو بار
عجب اثر دل وحشی کے اصطرار مین ہے

نہو تو نغمۂ مرغان باغ کا مشتاق
فغان و شور جرس مجھ مین ہی ہزار مین ہے

فراغ لالہ و سنبل کے سیر سے ہی مجھے
کہ دل اسیر کسی زلف تابدار مین ہے

ہمارے سجدہ کی خاطر بنائی ہی محراب
نشان قدم کا نہین تیرے رہگذار مین ہے

مدام جیت کو ہم ہار سمجھے ہار کو جیت
کہ وہ حریف و غل پیشہ خود قمار مین ہے

نگاہ غور سے پروانہ کی حقیقت دیکھ
طفیل عشق کے جانبازون کے شمار مین ہے

صفت نہ مجھسے ہو بیان خوردہ دندانکے
یہ آب و تاب کہان دانۂ انار مین ہے

ہنر دکھایئے میدان شعر رنگین مین
غنان اشہب فکر اپنے اختیار مین ہے

تپ فراق مین تن جان خیال یار مین ہے
ولہ
بہشت مین ہر مری روح جسم نار مین ہے

بات نہ مجھسے کر دپردہ سے — شکل تو دکھلا وخدا را مجھے
تیرے گلون کا مین ثنا خوان رہا — فیض نہ کر اور چمن آرا مجھے
جب مری رندی پہ کہ بھجوادی نذر — شیشۂ مے شاہ نجارا مجھے

عشق مین سب سے ہی شہیدی دوچنا
خلق کو آدھا گنو سارا مجھے

تنہا نہ خوار اہل زمین تیری واسطے — وہ افلاک بھی ہین خاک نشین تیرے واسطے
دن کو جلائے مہر تو شب کو ستای ماہ — کس کس کو تجھسے لاگ نہین تیرے واسطے
لازم ہے یار تجکو مری بیکسی پہ رحم — عالم ہوا ہے بر سر کین تیرے واسطے
دشمن کے طنز دوست کے پند آسمان کے جور — کیا مصیبتین نہ سہین ترے واسطے
ہون جیتے جی عذاب جہنم کا مین اسیر — دنیا کی فکر نے غم دین تیری واسطے
سب طالب اپنے اپنے ہون مطلوب ہے بہم — ہین نامراد ایک ہین تیری واسطے
کیا حرف شکوہ منہ سے نکالین دم اخیر — لب پر ہے اپنی جان حزین تیرے واسطے
پاس حیا لیے ہوئی بیٹھا ہون گھر — ہم ہو چکے ہین مرگ قرین تیرے واسطے

مژدہ سنا دون تجھکو شہیدی قلق نہ کر
مضطر ہے یار پردہ نشین تیری واسطے

میرے نالوں کے توسّط سے خلایق کو ہراس — کانوں کے پردے پھٹیں اے کاش یا رب صور کے

جی میں رک کر شہیدی ہو گیا تو بد مزاج
ای خدا تیری پناہ ہے اس بُت مغرور سے

عشق میں کمتر ہنسے اور بیشتر رویا کیے — غزل — ایک شب کا لطف برسوں یاد کر رویا کیے
تا رونے کا نہ ٹوٹا اپنے ماتم خانہ میں — مر گئے جب ہم ہمارے نوحہ گر رویا کیے
رونے والوں پر وہ جب عاشق گریباں کر رہیں — ہر برس آ کے میری خاک پر رویا کیے
ذوق ہے رونے سے یا نک وصل کی شب میں ہمیں — یار کے پاؤں پہ رکھکر اپنا سر رویا کیے
طور پر بگڑا ہے اسکی بزم کا اکدم کو ہم — واں گئے تھے آگے پر دن آپ گھر رویا کیے
خلق کو پردہ نشیں کے عشق کا شبہہ ہوا — آنکھ پر رومال اکثر ہم جو دھر رویا کیے
اپنے رونے پر جو رحم آیا اسے ہم اوبھی — اوسکے دکھلانے کو مل مل چشم تر رویا کیے
عشق میں تاثیر گر کہتا ہے کچھ ابر سفید — ہم بہت خون دل و جگر رویا کیے
اُن کے دیوانوں کو بھی کیا ضبط ہے اوقات کا — دوپہر ہنستے رہے گر دوپہر رویا کیے
رونے میں کل رات غفلت استقدر طاری ہوئی — یار آکر پھر گیا ہم بے خبر رویا کیے
کچھ ہمیں گریاں نہیں ہے مدعی احباب سے — حشر تک اس میں سب جن و بشر رویا کیے

دل کے جانے کا شہیدی حادثہ ایسا نہیں

غصہ مین نیا رنگ نکالے ہی پریرو
جوان جون یہ بگڑے ہین منہ چاہتے ہین کیسے

اس صاحب عصمت کو ہی سوجھی ہی صبح
یہ موجہ مرے بال کہ بکھر جاتے ہین کیسے

ایام مصیبت کی تو کاٹے نہین کٹتے
دن عیش کے گھڑیون مین گذر جاتے ہین کیسے

دو دو وقت تو آنے دے بتا دینگے شہیدی
ہین آنے کسی شخص پہ مرجاتے ہین کیسے

ولہ

سر رہ سیر کرنے کے لیے جب ہم پہ پوچھے
کیا تیغ نگہ سے قتل آک عالم کو کھڑے پوچھے

کھڑے ہو کر کبھی جہانگا نہ اس نے مجھ کو
غضب ہے پھر وہان وہ اپنا رکھنا نظر پوچھے

ہوا خورشید لیکر آفتابہ سامنے حاضر
وہ اپنا چاند سا منہ دھو جو وقت سحر پوچھے

سر کنار مرے محابس مین وہ پڑھ کا نہین اچھا
ذرا غیرت کری خیر اوسکو بھاوے نہ پوچھے

چھپا ہے میرا وعدہ یاد دلانے کا ہی ہم
مجھے ڈر ہی کہ وہ جھنجھلا کر نہ دعا کر پوچھے

قیامت تک نہ جیون گا یہ احسان تنگ کا
مرے زانو پہ زانو بے تکلف اب دھر پوچھے

شہیدی سے بھی وہی ہے کم دیکھا ہین دنیا مین
ذرا تیوری بدلنے پر امید مین قطع کر بیٹھے

غضب ہے جس بت کافر پہ اپنا دل مچلتا ہے
بنا تا بوت اوسکے کوچہ کی مزدور نکلتا ہے

نگہ آنکھون پہ میری آتین لعنت اوس ہم
کہ اشک سرخ کے ہمراہ دل کا ٹکڑا نکلتا ہے

ہمکلام اور دن ہی گر مہن تو جو خلار کرے
کیا بُرا معلوم ہوتا ہے بکواسی مجھے

شبکا جانا بزم دشمن مین چھپا تا ہے شوخ
صبحدم شبو کا دستہ بھیجکر باسی مجھے

وقت جانیکے اسے کسطرح روکون اے شمشیر
چھوٹے کب دیتا ہے دامن اپنا وہ ہاسی مجھے

تخت لخت دل نے پیدا کرکے سو محشر کا شور
یاد دلوادی کسیکی رتھ کی چرخاسی مجھے

زخم دل پر سورہ الناس کا مرہم دھرا
یار نے دکھلاکے اپنا خط الماسی مجھے

صبحدم اوسکی گلی مین دیکھا پھرتے ہے مجھے
کوئی کہتا ہی جوگی کوئی سنیاسی مجھے

شاید اب خیال سوید اتھا دل کے گھل چلا
اشک آنکھون مین نظر آتے ہین عباسی مجھے

ای شہیدی اب گلا کٹوا کے ہوتا ہون شہید
گر ملے حضرت مین حور اس شوخ رعنا سے مجھے

ہو صد حشر جراحت پہ نمک افشان ہے
میرے قاتل کا مری درپے لب خندان ہے

ناز غمزے کو یہان تک قدر اندازی پر
کہ ہر اک تیر مژہ بے پر و بے پیکان ہے

اسنے آغاز مین گھبرا کے کیا قطع کلام
جانتا تھا مرے قصہ کا کہان پایان ہے

وصل کی رات مری ایک نہ مانی اس نے
دل مین داغون سے کھلا تختہ نا فرمان ہے

کاش یا ترک کرون یار کو مین یا پاؤن
جسقدر مجکو ہے دشوار انھین آسان ہے

ایک دم مین رہے خرگاہ نہ خرگاہ نشین
جون حباب اہل زمانہ کا یہ سب سامان ہے

خود و جوشن سے مو ترک ستین آہن ہے
خلعت بیش زیادہ تر بھیں کی آہن ہے

اس بھبھوکے پر کھا نام خدا کیا وقت جنگ
شعلہ زیر دخان سیاہ و بدن آہن ہے

آہنین سوئے کی ہنسلی ہیرن لوہے کا طوق
تا کہین سب بت ہزر زمین رہن آہن ہے

نیچہ ہانکا ہے قاتل کا نہ کہون مجھکو ہو فکر
سخت جانی ہی مرے جان الا کہ تن آہن ہے

ہمسے پوچھو زمین پوشون کی گنتری اپنی عمر
زیور و زر زمین کہان جو بانکپن آہن ہے

دیکھکر تیغ اپنی کہتا ہے دو جو نر جہان
لیس ہماری سپر کرنے کا ہمین آہن ہے

نیشہ کو چھاتی سے اپنی شیرین لگا کر زار زار
رو رہی ہے تو عبث کیا کوہکن آہن ہے

لاکہہ شاہد میرے خون کا ایک خنجر ہو ترا
آج جو ہے ہی سو قاتل کل دہن آہن ہے

باندھکر چار آئینہ نکلا ہے وہ خونخوار خلق
ابر دون کا عکس ہے وہم نیغون آہن ہے

آب زر سے خنجر قاتل پہ لکہنا چاہیے
اس حمائل پر رقم کو نسبت سخن آہن ہے

شوق اس سفاک کو ہے آہنی دستانہ کا
پنجہ رنگین ہے رشک نارون آہن ہے

ای شہیدی اب یہ پوشیدہ نہو سو حشر تک
کثرت پیکان سے ہر تار کفن آہن ہے

جی چاہے گا جسکو اسی چاہا نکرینگے
ہم عشق و ہوس کو کبھی کیجا نہ کرینگے

کیون دل سے نہ مٹ جائیگا اندیشہ حرمان
جب ہم نے پشیمانی کہ توبہ نہ کرینگے

طنبور یکی چوڑی سے خوش اسلوب بجاتی ہون
قوال ہین کیا حرص و ہوا لا نہ کرینگے

بیتی ہنین کچھ ہمکو تری رانون کی چٹکی
ناخن گرہہ دیگا وہ تراشا نہ کرین گے

بکنے پہ شہیدی کے برا مانیو مت جان
ہین عاشق صادق کبھی ایسا نہ کرین گے

سپیدی چشم کی زایل ہو دیدار عزیزان سے
ولہ
اڑایا ہمنے یہ نسخہ بیاض پیر کنعان سے

سنا ہین نے کہا بلقیس نے ہنکر سلیمان سے
برابر ہو نہ تسخیر پری تسخیر انسان سے

رہو نگا زندہ جاوید سو عشق کی دولت
سمندر ہون مجھے آتش ہے بہتر آب حیوان سے

بہشتی حوریون کے ملنے سے واعظ منع کرتا ہے
جہنم کو فزون سمجھا ہے شاید داغ ہجران سے

مری گھر آکے یون دامن کشان وہ گل گذر جاتا
نہ میرا ہاتھ نکلا ضعف کے باعث گریبان سے

کہان ہے ناقہ لیلی کہ آگران سے بر لائے
اٹھتے ہین جو یہ خار مغیلان قیس عریان سے

تیری سودائیون کو جسقدر نفرت پری سے ہے
پری کو اسقدر نفرت نہین ہوتی ہے انسان سے

ہوا کے دوش پر جاتا ہے جب تو پینگ لیتا ہے
تیری جھولے کا تختہ کم نہین تخت سلیمان سے

مجھے سروسی اس طفل متعل کے کیون تعشق ہے
کسی دن قتل ہونا ہے مگر تیغ صفاہان سے

نہ بیدردی سے کاٹ اسطرح زنجیرون کو آہنگر
ہماری پاؤن کٹ سکتے نہین کیا تیری ہو بانسے

عنادل ہو کے بیخود آشیان سے آرہے نیچے
مگر خاک چمن پر گل گرا گلچین کے دامان سے

ریختی

سیر گلشن میں جو پہنچیں کیوں نہ جگر میں کانٹے
یا رہیں پھول ہو کے اپنی نظر میں کانٹے

بو دیا ہجر کی شب چھوڑ دیا کیوں یارب
پڑ گئے کیا ہیں مرے سجر میں کانٹے

ہائے وہ سرو خراماں جو جہاں کی ٹھوکر
نظر آتے ہیں آو گے اب اسی گھر میں کانٹے

کیوں نہ چبھے شب فرقت میں ملک جاگتے کے
رکھتے ہیں خانہ خالی ہی کے در میں کانٹے

چبھ رہے تن میں ترے دیوانے کے سب ٹوٹ گئے
دشت کو اب نہ رہے ایک شجر میں کانٹے

سد در و آمد مجنوں کے نہوں گر لیلے
شوق سے روز بچھا راہ گذر میں کانٹے

یہ نئی چھیڑ نکالی ہے کہ ظالم صیاد
رکھتے ہیں مرغ گرفتار کے پر میں کانٹے

شہر کے سمت کیا دشت سو جب میں نے عزم
عوض توشہ دھرے اپنی کمر میں کانٹے

ہم گنہگاروں کی خلقت سے شہیدی کیا نفع
ہاں اثر وراب پئے ایذا ہے سفر میں کانٹے

مجلس میں تیری گر فرح افزا سے گل ہنسے
غنچہ سے غنچہ خندہ کرے گل سے گل ہنسے

گلشن میں تیری قامت دلارش کو دیکھ کر
قمری سے سرو اگر کہے نہ بلبل سے گل ہنسے

فاش ہمارے غنچہ دل کی ہوا سے ہے
سچ کہتے ہیں ہوا کے توسل سے گل ہنسے

تعلیم قہقہے کی اگر پائے تجھ سے لے چمن
بلبل کا نالہ لب ہوا خجل سے گل ہنسے

محفل میں دو فغاں نہ کھلے شوخ شرمگیں
البتہ بوستان میں تامل سے گل ہنسے

اسی دل نکال پھینکے سب ارمان شب وصال
ہنگام صبح تک جنہیں مہلت اجل سے ہے

اسکو شگفتگی ہی اسے دایم انقباض
پھر کیا مشابہت مری دسی کنول سے ہے

مین ایک عاشقون مین ہون امیر انش
دشتی ہے قیس کوہکن اہل جبل سے ہے

شیرین زبان زمانے مین ہین اور بھی ولے
رغبت شکر لبون کو ہماری غزل سے ہے

رہتے ہین آپ دل مین شہیدی کے راتدن
پر اجتناب کیون تمہین اسکی بغل سے ہے

شہید کر مجھے دنیا ہے گر عدو خالی
ولہ
نہ جای وار ترا ترک جنگ جو خالی

علاوہ میکدے مین شب جو شیشہ و ساغر
لگا کے اوک ہی پینے کیا سبو خالی

گر ایک تار ہی ہو تار مرے گریبان مین
نہ پھیرتا تجھے اے سوزن رفو خالی

حصول گریہ سے ای چشم بے تصور یار
ہنین شمار عبادات مین وضو خالی

بدن ہے شیشہ ساعت تو دم ہی ریگ روان
اب اسکو خواہ بھر اجان او سکو تو خالی

بڑا ہو دست ہی کا کمال کسے اوپر
کھڑے ہے آج شہیدی لیے سبو خالی

زندگی کب ہے جو چھاتی ہوی غافل ٹھنڈی
ولہ
مردہ کہلاتی ہے جب آنکھ ہوا یدال ٹھنڈی

آرما دل مگر اوپر کے بدن مین ہمدم
آج ہے طوق مرا گرم سلاسل ٹھنڈی

آہون سے خلق پر شرر گریہ چلا ہے چشم تر
سینہ تنگ مین مگر لیشہ دوان ہوا ہے

کیا ہی بری ہے پیر مگر کاہو جھ جبکو ہر کسی کا ہو جھ
جان کو گران ہر تن کا بوجھ جسم کو روح بار ہے

کو میری آہین جا بجا جان حلق پہ تیغ ہو روان
سو مین کہون کا مہربان آپ سے ہے مجھکو پیار ہے

جسکو ہو ظاہری بتا کہ جسپہ ہوا ذکر غم مین حلک
مین جو ہوا و فا مین خاک مجھسے وہی غبار ہے

غیر کے سر کا ہون داغ دیکھکے روشنی کا باغ
جسپہ نہین جلا چراغ آہ سراسر ار ہے

گو نہین مجکو حوصلہ غم سے نہو لگا دو دلا
اسکے ستم کا مین گیا کیا کرون اپنا یار ہے

رحم سے کہتے ہم نہین تم نہ اٹھاؤ تیغ کین
پر یہ شہیدی حزین آپکا جان نثار ہے

وہ فتنہ کر کے ستم جب دعا مین لیتا ہے
سب پہر شاد ہوا وسکی بلا مین لیتا ہے

جزا ستخوان نرما صید گر مین کچھ باقی
وہ ترک بیچکے شاہین ہما مین لیتا ہے

نظر پڑا ہون مگر خواب مین ترے پہلو
رقیب درد جگر مین دوا مین لیتا ہے

نگاہ ژرف سے بے پردہ تا نہو دجیل
ہزار دن نور نے سنہ پر روا مین لیتا ہے

فشار قبر کا ڈر کچھ نہین تجھے منعم
بزور تو جو شریرون کی جا مین لیتا ہے

کلی مین اوسکی ہے اہل دل کی آنکھ کا نور
بطور نذر کے کچھ ہم بھی لا مین لیتا ہے

یہ زیب تن کا سبب خط نازیانہ ہوئے
طرلیف مول اگو کی قبا مین لیتا ہے

وہ سودائی ہون سمجھا نیکو میرا جو بیٹھے
ولہ
یہانتک سر پہ اوس کا کہ اپنی عقل کھو بیٹھے

ازل سے بزم جانان مین رہا استاد مین پیرون
نہ اٹھکو منہ سے نکلا ایکدن اس سے کہو بیٹھے

ملون گر یہی ہی کل صف نعلین مین ہونگا
دبا گر گوشہ مسند ترا غیر آج گو بیٹھے

دلا ای یاد کیون اسکی نہ اٹھتے بیٹھتے ہمکو
اٹھی کیا کیا نہ ہمدم ہی کس کسکو رو بیٹھے

غنیمت ہی کہ اوسکو دور سے مین دیکھ لیتا ہون
نصیب ایسے کہان ہین گھر مین ملکر پاس جا بیٹھے

اکیلا اسکو گر پاؤن سنا دون حال دل اپنا
وہان رستے ہین ہمراہ ہمیشہ ایک دو بیٹھے

ہمارے گریہ سرشار نے تاثیر ایسی کی
کہ اس جان جہان کے چتیہی ہم ہاتہ دہو بیٹھے

ملینگے حشر تک اپنے کف افسوس رو رو کر
نہ پہنچے کام دل کو ہاتھ مین ہم لاکے کھو بیٹھے

عاشق ہی ترے تجھسے طبیعت نہین پھرتی
ولہ
گر حور ادہر آئے تو نیت نہین پھرتی

وہ کونسی شب ہی کہ تصور مین ترے یار
آنکھون تلے اک چاند سی صورت نہین پھرتی

سنتے ہین پھرا کرتے ہو تم راتون کو گھر گھر
افسوس ہماری کبھی قسمت نہین پھرتی

یاقوتی لب مین جو تمہاری یہ اثر ہے
مے پینے سے منہ کی مری رنگت نہین پھرتی

ای شیخ نہ بہکا مجھے چل راہ سے اپنی
اب پیر مغان سے مری بیعت نہین پھرتی

محفل مین ترے گل جیسے پھری عطر لگا کر
اس لطف سے گلزار مین نکہت نہین پھرتی

کلی مین اسکی ہوا مین شہید شکر خدا
کسی کو میرے نہ غسل و کفن کی فکر رہی

نہ سوجھی ایک بھی تدبیر وصل جانان کی
ہمیشہ مجکو شہیدی سخن کی فکر رہی

کسی گل کے مگر چہرہ مین تیرے دامان ہے
کہ شبنم کی قبا کا تکمہ موتی کا گریبان ہے

نظر آتی ہے آئینہ مین اپنی شکل اے پیارے
کوئی آئینہ دیکھا ہے کیون تو آج حیران ہے

ہزارون جان دیتے ہین تیرے پر واز نے کا
گلہ کس سے کرے تیری جو تو ای شمع گریان ہے

اثر ظاہر کیا اس سنگدل سے پر تری جسنے
غضب شیشہ شیرا برد اگی ای سفاک بدان ہے

رلایا پاکسے اشک سرخ سے ای قاتل عالم
کہ ہر نوک مژہ اب تیری خون آشوب پیکان ہے

سر سولی تیری خاطر کو نہ ہو یارب پریشانی
پریشانی سے تیری خاطر عالم پریشان ہے

محبت مین تو نیک اختر ہے پر ایسا طالع
میسر ہے کسی دن وصل ہی یار و ہجران ہے

کسی گل کی مگر مائل ہے شاخ رعفران تو ہی
کہ تیرے چہرہ کی زردی سے پیدا زاپنہان ہے

لیا تجسے صنم کا دین و ایمان جسے ای کافر
قیامت وہ خدا نا ترس کوئی نامسلمان ہے

پریر و میرا آرایش سے دل کیون ہو گیا پیکا
نہ وہ لب پر لکھوتا ہے نہ وہ ماتھے پہ افشان ہے

مجھے ان سے کبھی سے ہونٹون پہ دم آتا ہے جو پیتا
ترا کیون اندون مائل خشکی آب حیوان ہے

بھلے چنگے ترے دل کو لگائی جسنے یہ آفت
سنین ہم ہی تو ایجان کیون نساد کو فت جان ہے

حشر کے دن بھی پھریں یہ نہ کہیں تشنہ لب
قطب کوثر پہ ہو جا سی میرا خنجر کیا چلے

کوچۂ آتش جو رگ رگ میں جنوں بخشے سی
آب جلجاتی ہے ای فصاد نشتر کیا چلے

ہر قدم ٹھوکر ہے سنگ لاخ راہ عشق میں
ملے نہو سختی کشوں سی ناز پرور کیا چلے

یار کے کوچے میں چلتے ہیں شہیدی کس روش
فصل گل صحن چمن میں مرغ بے پر کیا چلے

بیش ہے برگ طرب سور کو بھی یاں ہمے
ولہ
عیش جنت میں سو خضر ہو سلیمان ہمے

ای پری تو جو ہے ان دیو فون گریزان ہمے
ناز کیا کیا نہیں کرتے ہیں پری خوان ہمے

فصل وحشت نہ فقط تنگ ہے زندان ہمے
ناز کیا کیا نہیں رکھتے ہیں بیابان ہمے

فرط وحشت سے گمان کرتے ہیں ہمجنس انیا
رم نہیں کرتے ہیں صحرا میں غزالان ہمے

ای خدا کر کے ہمیں قتل و ہمیں دفن کریں
تا قیامت نہ چھٹے کوچہ جانان ہمے

آہ میں اور ہم میں رہا الطبہ تیر و کمان
گاہ آغوش میں اور گاہ گریبان ہمے

روبرو ماہ کے ای کاش کتان پوش ہوں
چاک اب ہو نہیں سکتا ہے گریبان ہمے

بھیکدی ہاتھ سے احوال قسمت کی کتابت
شکے واعظ نے بیان شب ہجران ہمے

باپ کے ملک میں دعوی ابھی غرزند کرے ہے
کہہ گیا روز ازل کان میں رضوان ہمے

اس سے ہمسر سو لطافت میں پری کیا جانے
سامنے چشم کے رہتا ہے وہ پنہان ہمے

گھر کے آنگن پر گمان تختہ مشتبہ ہوا — کس کی عشر جیب سے شب ہے معجر چاندنی
پاس پردہ کے پڑی رہتے ہی ہر آن چاک پر — عاشق اوس پردہ نشین کی ہے مغفر چاندنی
دل مرا تصویر سے تیری ہے وہ قصر طلسم — یرتی ہے آنھون پر جبین بر بر چاندنی
سکا کو تجھے پر چڑھا تو کاہ ماہ چرخ — تیرے سہایہ کے گھر رہتی ہے اکثر چاندنی
کرتے ہین کیا کیا تکلف خوبرو بہی بزم مین — جھاڑ سے بلبد کے شب ہی مشجر چاندنی
دشمن یاکان کو عصیان سے نہوا آورگی — قرب شبنم سے نہین ہوتی کبھی تر چاندنی

یاد آتی ہی شہیدی وہ غزل بے اختیار
جب ستاتی ہے مجھے بے روی دلبر چاندنی

دیکھ کرتی ہے مجھے بے تیغ و خنجر چاندنی — کسقدر بے رحم ہے اللہ اکبر چاندنی
میرے رخصون پر نمک در مشک تر مشک سی — سوزد الماس بہتر سے بہتر چاندنی
گر شب مہتاب رہون یاد مین اوس ماہ کی — کیا تعجب صورت بطہو شاور چاندنی
چاندنی برسات کی مشہور ہی ہر بار بن — میرے گھر جگنو سے برساتی ہی اختر چاندنی
وہ قدم رنجہ فرمانے جو مقتل کیطرف — والضحی ہم رخصیون پر کون چادر چاندنی
لیلۃ القدر اپنے غمخانہ مین تنگی کر سب — نصف شب کیوقت چمکائی ہی اختر چاندنی
بن ترے گر مین شب مہتاب سچ چوتھی سہون — ہر رگ گل کو نبا دیتی ہے نشتر چاندنی

اس بند مین شہیدی نے اپنے دل ناشاد کو مخاطب کرکے کہا ہے کہ اے دل تو کیون اس قدر بیقرار ہوتا ہے ہم نے تو اپنے تئین اوس بت کافر پر فدا کیا ہے اور اوسکی راہ مین اپنی جان دیدینے کو تیار ہین اگر اوسکی تیغ ابرو سے ہمارا سر کٹ کر زمین پر گر پڑے تو ہمین کچھ غم نہین ہے ہم تو اوسکی راہ مین اپنی جان تک دینے کو تیار ہین

بر محل اس غزل کے کہنے کا یہ ہے کہ ایک دن شہیدی اپنے دوستون کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اوسکے دوستون نے کہا کہ تم اپنے تئین اوس بت کافر پر فدا کیا کہتے ہو اوسکی راہ مین اپنی جان دینے کو تیار ہو اگر اوسکی تیغ ابرو سے تمہارا سر کٹ کر زمین پر گر پڑے تو تمکو کچھ غم نہین ہے شہیدی نے اوسکے جواب مین یہ غزل کہی

ولہ

ولہ

تاب نظارہ خورشید نہیں انجم کو
چشم گم وقت تماشا تری حیرانوں سے

اور غافل ہوی سن سکے ہمارا احوال
اونکو فریاد آگہی عشاق کے افسانوں سے

روشنی کوتری جان سوختہ کر مشہد پر
شغلیں آئین شب تیرہ بیابانوں سے

اپنے کشور میں نہیں پیرہن زر خرچ
ہی مگر رابطہ ہاتھوں کو گریبانوں سے

اضطراب میں قیامت بھی کیا قتل کے بعد
جمع خاطر نہیں تا حال پریشانوں سے

پہلے آئینہ رخسار کو پردے نکال
پردہ منظور ہوا گر تجھے حیرانوں سے

دیکھکر سرو کی صورت وہی عمر نے سے
اس گنہگار کے کیوں ہاتھ کٹے شانوں سے

حق نے یہ حسن دیا ہی کہ جہان ہو کافر
بے سبب ضد نہیں اس بت کو مسلمانوں سے

شمع فانوس نے رکھا نہیں محفل میں قدم
پٹ گئی بزم جگر سوختہ پروانوں سے

شمع مردہ کو جو محفل سے نکلتے دیکھا
بو سے بد آئی مجھے عیش کے سامانوں سے

ایک دو روز مرے گھر میں رہے ہے سیلاب
شہر کی سیر کو جب آگئی ویرانوں سے

عیش کونین کے دینے پڑیں محشر میں جواب
گر ہوا اعمال کی پرسش ترے دیوانوں سے

نالہ کیوں کر ہو مجسم کریں آنکھوں دکھلاوت
اسے باور نہیں سو بار سناکانوں سے

تیرے خرقہ کے چھپایا ہی تنہیا ری تجھ سے
یار بے عیب کو پردہ نہیں عریانوں سے

اگر گذرتے خون اپنا ہم تری فرقین سے — خیر یہ گذری نہی شمشیر بستر کے تلے

دھوپ مین پھرنے سے ساحت مشک و جنگی ہو گیا — اے جنون مجھکو بٹھایا خاصہ عنبر کے تلے

گر سنی ہر تنے زیر چشمہ کان گوگرد کی — آتشین دل ہے ہمارا ویدہ تر کے تلے

عمر بھر کا خواب ہو یا رب نصیب دشمناں — گر کبھی سویا ہون رکھکر پا تھون سر کے تلے

شمع روشن جیسے ہو یاقوت کی فانوس مین — یون وہ عارض مین عیان ہے لعل ساغر کے تلے

اوسکی مژگان کو اگر کچھ بھی نہین ہے خیال — کب ہی ہر مرد رگ جان لاکھ نشتر کے تلے

سرمہ سے سنگ فسان پر یار کی تیغ نگاہ — خط سے وہ آئینہ رخسار جوہر کے تلے

ایک گل اس شوخ نازک کو ہوا بار گران — نعش تھرا جاتا ہے اوسکا ہاتھ سا سر کے تلے

پیشہ ملک عشق کا کچھ کم نہین جبریل سے — مثل سایہ کے رہو عالم ہے مری پر کے تلے

ای شہیدی شرط صبط نفس ہے غواص کو
زندگی مین رم نہار اس بحر اخضر کے تلے

دلجوئی عشاق سے فرصت نہین ملتی — یا ناز سے اپنے تمہین رخصت نہین ملتی

آسان ہے وہان بحسین مین نثار کرنا — صورت سی پر اوسکی مری صورت نہین ملتی

دیتا ہے اگر زہر ملا دے شکر اسمین — بے زہر شکر مین مجھے لذت نہین ملتی

ہر شکل مری فیس کے نقشہ سی مشابہ — لیلی کی پر اس شوخ سے نگہت نہین ملتی

نیست ہون ہم بھی بہت ہین لیکی جی کیساتھ
کر جدا ہون خانہ خمیارے

ہر نگہ مین ہو تغافل ہون نہان
سادگی نازان ہے اُس عیار سے

سایہ کو افتادگی مین بحث ہے
میرے ویران خانہ کی دیوار سے

لاشہ مجنون کے گرد آکے غزال
سرنگون بیٹھے ہے ماتم دار سے

تر پر آنکھون کی بریان ہو اڑ
کیا چھپاتا مین گرک مینوار سے

نسخہ صحت مرا کہتا ہے صاد
گل رخون کے نرگس بیمار سے

دامن قاتل پہ دوڑاتا ہون ہاتھ
شوق ہے کیا زخم دامن دار سے

عشق نے یون عقل کو گھیرا لیا
مست چھپتے جسطرح ہشیار سے

رکھین کس کس پرش پر مرحم مگر
سینہ رگ رگ مین تخنہ زنگار سے

گرم رفتاری میری ہے یقین
دشت مین شعلے اٹھین ہر خار سے

میری گردش کا اثر ہے آسمان
ہو نمود دائرہ پرکار سے

عاشقون کا دین و ایمان اشک و آہ
ہین وہ فارغ سبحہ و زنار سے

آتش دوزخ گل افسردہ ہے
میرے دل کی آتشین گفتار سے

کر کے توبہ بائی بن مانگے شراب
ہے دعا مقبول استغفار سے

کوہ پر الماس کے ہی راہ عشق
تجکو چاہئے سینہ افگار سے

اک کل رعنا سے فردوس جحیم
عشق رنگ آمیز سے گلزار کے

ہند سے وہ خط غالیہ مین ہو جا ملینگے
مے کدے بند ہے میرے استغفار سے

دل ہی جانے ہے درازی راتکی
طول شب کا پوچھیے بیمار سے

جو تیان کھا کر نہ بچ آیا رقیب
سچ مثل ہے بھوت بھاگے مار سے

سیکڑون بے خانمان آنگھر کے گھر
رات بھر پھرتے ہین چوکیدار سے

خط نکالا اوس نے کھینچا ضرور
میرا خط بھی روزن دیوار سے

نرگس بیمار اور آزار خلق
حسن و بیماری اس آزار سے

اسے شہیدی عاشقانہ لکھہ غزل
فائدہ اس وضع کی گفتار سے

مدعا کر کام دل ہے یار سے
دن مین سو آسکتے ہین بازار سے

باوفا ہون وصل کا طالب ہون کیا
دوستی مجھکو ہے اپنے یار سے

عالم رویا مین اوسکو دیکھہ کر
منفعل ہون حسرت دیدار سے

کاش وہ بیگانہ خو بہر ثواب
آشنا ہو پرسش بیمار سے

بات کی اوس نے بھی تجھسے بزم مین
پر اجازت مانگ کر اغیار سے

مے کے پینے کی وہ کھا بیٹھا قسم
ہمدم نادان نہ کی تکرار سے

عیش عالم میں نہیں ہے وہ جو خواہر نہیں
غم کہاں نیشا ہے جسکو صد جہاں درکار ہے

چلکر روز حشر تک نادم رہیگا کوہ طور
سنگ اوس شعلہ کو بہر آسمان درکار ہے

اسمیں رہجاتا ہے پردہ سینکڑوں اشراف کا
اوسکے کوچہ میں رفوگر کی دکان درکار ہے

جیسے ہوتا ہے ہدف درکار تیر انداز کو
نالہ کرتے وقت مجکو آسمان درکار ہے

تارگی زخموں کی یاں گل خندہ کی واں ایتیاج
مشک مجکو اور اوسکو زعفران درکار ہے

نالہ کب مثل جرس تنہا دہن سے ہو سکے
حال دل کہنے کو دلبر سے زبان درکار ہے

قتل کر دشمن کو عاشقکی خصوصیت ہے کیا
گر تجھے تلوار ہے کا امتحان درکار ہے

نخل ماتم کی نہیں پروا ہماری قبر کو
بے نشانوں کو شہیدی کیا نشان درکار ہے

مشام اہل میں رشک گلکی ہنوز بو ہی نہیں گئی ہے
ابھی وہ دام خدا ہی غنچہ نسیم چھو ہی نہیں گئی ہے

وہ عشق سر کا نہ مٹی نہ شوق غمزہ کا نے ہنسی کا
گمان ہو گر تمکو اوسکا سو رو بر ہی نہیں گئی ہے

بلا کو اوسکی خبر ہی کہیے ہیں کسکو معشوق کیا ہے عاشق
شعور کانوں میں آج یکگفتگو ہی نہیں گئی ہے

ہر رہ گو باتیں بیاکی سو اپنے مطلب کی پھوکر اک جو
برا ہیں کیا مانوں پاپن کے دہن تو تو ہی نہیں گئی ہے

یقین نہیں مجکو قیس گریاں کے حال ہر اسکو آگہی ہو
کشکے کہ بیٹھو تو پہلی کنار جو ہی نہیں گئی ہے

سیاہ بختی ہمیں ہے روشن وہ شمع پہناتی زیر دامن
حریم عزت کو تا بروز شمال تو جی نہیں گئی ہے

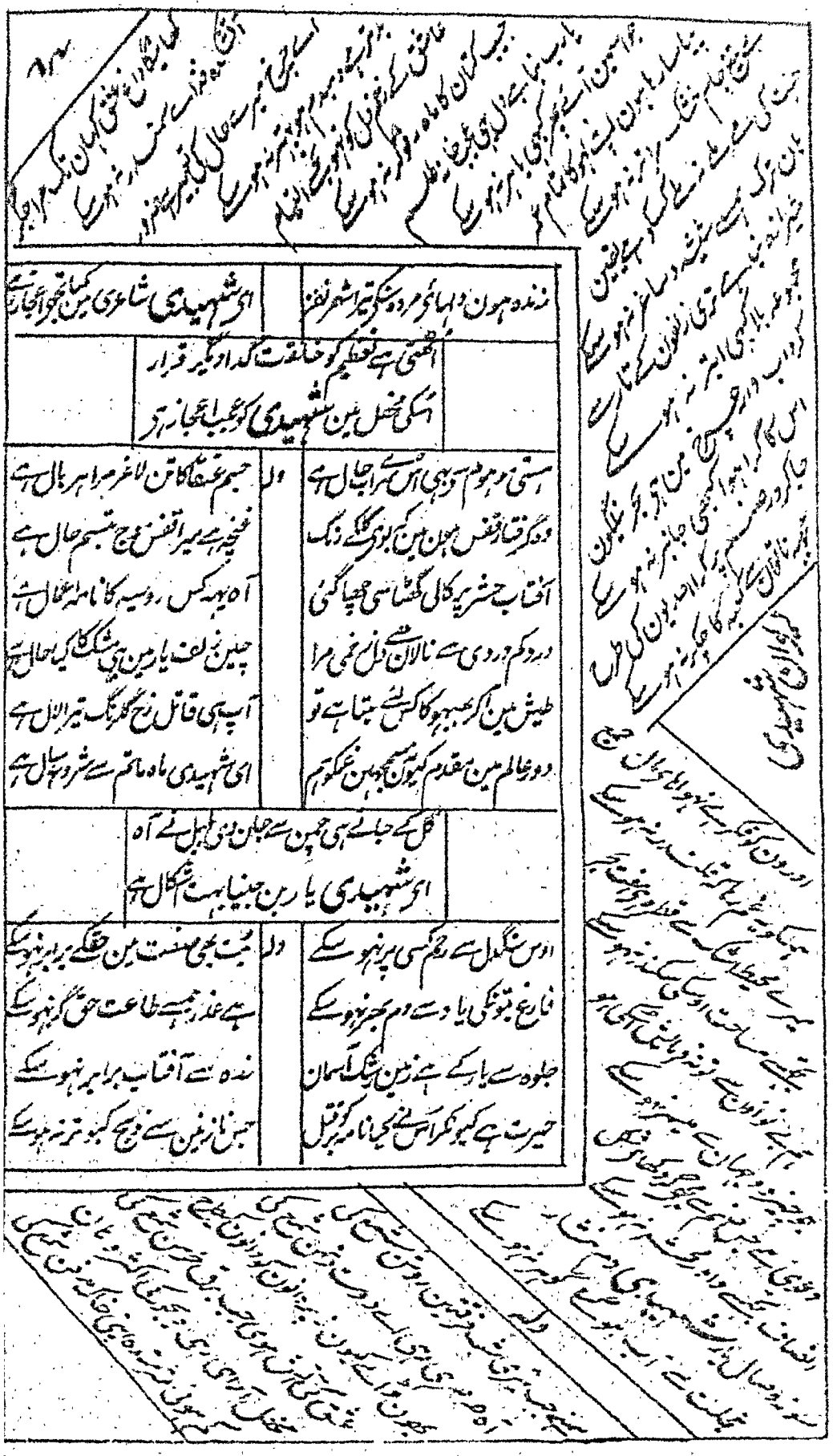

شمع کا شعلہ ہے رخ قد شمع سانچے کا ڈھلا
تجھ پہ اے سیمین بدن پھبتی ہے روشن شمع کی

جلوہ دکھلا کر نکالیگی دل عاشق کے خار
لو نہ سمجھو اسکو ہے زریہ سوزن شمع کی

زود ہے آہ کی زبانہ پر یا بجھ گئی
ماتم پروانہ میں آواز شیون شمع کی

شمع کہکر تیری قد کو گلکو لائے بزم میں
گل سے دی تشبیہ رخ مشتاق گلشن شمع کی

زندہ جب تک رہن تیری قدر میں ہوتی ہے کم
زندگانی شمع کو ہوتی ہے دشمن شمع کی

قشقہ سمجھا گلکو اور زنار جانا رشتے کو
وضع تیری ہی نظر آئی برہمن شمع کی

شہسواروں سے ہوئی ظلمت میں راہ عشق طے
جادہ روشن نے منج نعل توسن شمع کی

ملکے دشمن دوست ہے دشمن بنا دوست کو
دوست ہے دشمن تو دشمن بنا دوست کی شمع کی

آکے تیری روبرو سرکش کو لازم انفعال
دمبدم نیچے تری مخمل میں گردن شمع کی

روی روشن دیکھکر اسکندری آئینہ میں
بزم آہن میں بنے قندیل آہن شمع کی

شعر و جوزین و رین پر تجھے دیکھے کہے
کس نے روشن زیر و زین بالا ہے توسن شمع کی

اے پری بیکار ہو فانوس تیری بزم میں
حفظ کو بنتی ہے موج باد جوشن شمع کی

دل میں بھڑکے ہجر کی آتش نہ رو اے یار
کب ہو محتاج اے شہیدی بزم گلخن شمع کی

جلاے ہے وہ مرے خط کے بھڑکر پڑے
ولہ
نہ بد گمان ہو کہیں کوئی تاڑ کر پڑے

دلیل التقاء و مجھے ہم بزمی نرمشتون کی
اگر فاشق ہوا البتہ موصحبت روسیاہون کی

نامہ

سر دفتر اشتیاق کیشان	شیرازہ خاطر پریشان
اللہ رکھے تجھے سلامت	باعیش و نشاط تا قیامت
گنگا جبا مین تا ہے پانی	دایم رہے تمکو شادمانی
تا زیست نہو تمہین کوئی غم	غم کھانے کو ایک ہم مین کیا کم
اپنی ہے یہی دعا خدا سے	تم خوش رہو ہم موی بلا سے
مطلوب تمہاری عافیت ہے	یان خیر نہین نہ خیریت ہے
جسدن سے اودھر کو تم سدھارے	راتون مین گنا کیا ہون تارے
انجم سے جو شب شمار غم ہے	دن کو مجھے کاروبار غم ہے
جی نکلا ہی تن سے جای ہی ہائے	رہ رہ بہی دلمین آے ہی ہائے
اکبار نصیب سو گیا کیا	کیا چاہا اور آہ ہو گیا کیا
اکبار سفر کی تم نے ٹھانی	کی خلق پہ میرے تیغ رانی
یا شب مجھے صبح دلکشا تہی	یا روز بے ہی شبکے مست ہاتہی

غزل

فال سے متفاق اس غزل کا

دیوان تیسرا

وصل اوس کا ہوا جسے حاصل
ہجر مین اوسکو کیا کمی ہے بہی
جو ہو صورت سے بہرہ ور اوسکو
کیا ضرورت ہے پھر کسی کی بہی
ہو جو اوسکی نظر مین ہیچ ہر اک
ہو جو اوسکی نظر مین ہیچ سبہی
فکر ہر حرف کا ہے جسکو ہمیشہ
اوسکو ہر حرف کا ہے فکر سہی
ہو جو اوسکی نظر مین ہیچ ہر اک
ہو جو اوسکی نظر مین ہیچ سبہی

سوز غم تپ ہو ہون بجان مین — جلنے مین علم ہون شمع سان مین
رگ رگ مین ہوا ہے دخل ماتم — سر تا بقدم ہون نخل ماتم
ہر صبح فرات چشم کی موج — ہر شام ہے مجھکو شام کی فوج
ہر روز ہین کربلا کے آفات — ہر رات ہے مجھکو قتل کی رات
ہے نعرہ ہاے دوست ہر دم — شوال ہوا ہے مجھے محرم
تسکین کو جو تم نے خط لکھا تھا — شوق اپنا بہر نمط لکھا تھا
یاد اس سے بڑھی مجھے تمہاری — دونی ہوی دلکی بے قراری
چاہت بھرے وہ حروف یکسر — نشتر ہو چبھے مرے جگر پر
رو رو کے پڑھا تمام مین نے — دل کو لیا تھام تھام مین نے
پھر دیدہ تر پر اپنے رکھا — بچھا یا سا جگر پہ اپنے رکھا
آنکھون کو مری تھا نور حاصل — سینہ کو ہوا سرور حاصل
نامہ کو جو بے وفا لکھا ہے — حیران ہون یہ تمنے کیا لکھا ہے
کیا اپنی سی میری چاہ جانی — اللہ ری تمہاری بدگمانی
ہم ہجر مین جی کو یون گنوادین — تو بھی نہین کچھ تمہاری بھاوین
مطلق نہ مجھے وان خیال افسوس — کس سے کہین آہ حال افسوس

شوق مین سیکڑون مسکین مرگئے ہائے ہم ایک عرصہ صحبت بادۂ لعلش نہ من مسکین بہ رہیں

ذوق این می نشناسی بخدا تا نہ چشی

جامہ داد ہو شہیدی دم خنجر تا چند گلگ گردن سے جدا ہو ریش صفت لب پر خند

مولوی نے تجھی وہی نام سمجھا اپنے پیشوا جامی ارباب فاقہ رہ عشقش نہ رہ نورد

مشرم بادت گر ازین راہ قدم باز کشی

خمسہ بر غزل حیرت

جنون سے ہم نے امید کے کام باری لیے بڑھی جو وحشت دل گھر دشت سازی لیے

غرض ریاست مجنوں سے اب ہماری لیے دیار عشق کے ہم نے مکان اجاڑ لیے

یہ جو کھون سر پہ وحشی نے قطع بہاری لیے

سوال حق سے کروں گا مین اوسکی پانے کا کہ ہے قاضی حاجات اگر مانے کا

ہے آزمودہ نہیں اب مین آزمانے کا خیال اوسکے جو تھا اب لب ہلانے کا

تو خواب مین کبی بوسے تو مینے بارے لیے

بشر سمجھ کے اوسی پاک سے بہت ڈر گئے پری سمجھتے ہین مرزن اوسکو بیشتر لوگ

ہوئے ہین قایل نیرنگ اوسکے یا نہ تک لوگ کہین ہین دیکھکے اس خیمہ زن کو حیران لوگ

طلسم دیکھو کہ ہے ماہ منزل تارے لیے

کہ سول آپ نے خنجر کبھی دو دھار سے لیئے

دکھانے پر تھا وہ تیغ زبان کے کچھ جوہر
کہ اک حریف نمودار جھٹ ہوا اگر
کلام کرنے مین سمجھا جو سو طرح کا شعر
تو کیا کہون کہ وہ منھ سے تو کچھ نہ بولا پر

نگاہین بولین کہ کہتے ہو کیا تمہارے لیئے

رہی مطیع شہیدی کہ ایک مدت خلق
وہ لے ہماری اگر آ کے دیکھی شان شکوہ خلق
زیادہ وہ سب سے کرے آج اپنی عزت خلق
بسان گوہر دریا ہوئے ہین حیرت خلق

سخن کے واسطے ہم اور سخن ہمارے لیئے

خمسہ بر غزل حیرت

یاد جب دم مجھے یہ عیش کی صحبت ہوگی
آہ و نالہ سے نہ اک دور فراغت ہوگی
زیست دشوار ہے جب دلکو اذیت ہوگی
کل وہ گھر جائے گا تو سخت بہ حیرت ہوگی

جان رخصت ترے تن سے دم رخصت ہوگی

کیا کہون آہ جو احوال مرا کل ہوگا
عشرت و عیش کا دروازہ مقفل ہوگا
اپنے عہدہ سے ہر اک عضو معطل ہوگا
جبکہ وہ نور نظر آنکھ سے اوجھل ہوگا

پھر مری چشم مین کیا خاک بصارت ہوگی

بیقراری رہیگی چشمہ سیماب کی شکل
موج غم مین پھنسے گا پر تو مہتاب کی شکل
آہ مرا ہری دل کی عمارت ہوگی
خون رلوائے گی وہ بہ ترکس شہلا مجھکو

ہو پریشان کرے گی نرگس شہلا مجھکو

یاد جب آوے گی شب چاند سا مکھڑا مجھکو
کیا کہون پھر تو وہ مری صورت ہوگی

خاک اڑاتا ہون بیابان کا دیوانہ ہوں
فکر مین دیکھون گا بیابان کا ویرانہ ہوں
آہ مرا ہری دل کی عمارت ہوگی
خون رلوائے گی وہ بہ ترکس شہلا مجھکو

ہو پریشان کرے گی نرگس شہلا مجھکو

یاد جب آوے گی شب چاند سا مکھڑا مجھکو
کیا کہون پھر تو وہ مری صورت ہوگی

نشہ بادہ سے کھل بیٹھیے جب آ گیا یاد
بستر عیش پہ مل بیٹھیے جب آ گیا یاد

پھر تو ہلنے کی ذرا مجھ مین نہ طاقت ہو گی

میرے گھر سنکے اُسے رشک ہے باری ہا
خیر رہتے ہین پس دیوار پے ہشیاری

چپکے چپکے مری کرتے تھے وہ خاطرداری
جبکہ آواز سنون گا نہ وہ پیاری پیاری

دل یہ چلائے گا بر مین کہ اک آفت ہو گی

گھر مین ڈال کے لوگ رہن گے شہر مین جب
دیکھو ہو گا اُسکے تجسس مین عجم اور عرب

برسون رہیگی پریستان مین مجھ اسکی طلب
وہ پری رو مجھے ڈھونڈھے ہو نظر آویگا جب

آ د تو جوش جنون سے مجھے وحشت ہو گی

ہے پسند یدہ مرے شعر کا ڈھب لوگون کو
بدنصیبی سے مری ہے یہ طرب لوگون کو

بے سنے میرا سخن چین ہین سب لوگون کو
صاف دیوانہ مین بیجا ہین عتاب لوگون کو

میری گویائی کی معلوم فصاحت ہو گی

عہد عشرت مین شہیدے نے کیا شاد اُسے
اپنے معشوق کے آگے کہا استاد اُسے

شعر مین پڑھ ہوا تے ہر دو تیر رہ داد اُسے
روز و شب کی یہ نشست آویگی جب یاد اُسے

پھر تو اوسکے کی جبہ جرات مین جرات ہو گی

خمسہ بر غزل جرات

فرقت مین ہے ہجران یار مجھون کو دائم
قسمت مین لکھا ہے یہ شمار مجھون کو

ہے ہے ہے

دو نیم روز اگر ہمسے منہ چھپاویگا | تڑپتا نزع کے بستر پہ ہمکو پاویگا
امید کل ہی کہ تشریف آج لاوے گا | جو آج کل کیطرح سے تو پھر آویگا
تو دل کو کل مرے اسے بیخبر نہ آوے گی

وہ سنگدل ہے تری جان کا عدو پر اس | عبث ہے تجھکو سفارش کی آرزو جراءت
ہوئی ہے اس سے شہیدی کی گفتگو جراءت | ہزار درد دل اپنا کہے کا تو جراءت
پہ اوسکی سنکے کبھی چشم بھر نہ آویگی

خمسہ بر غزل عطا

شب وعدہ پری لقا کی ہے | دھوم آفاق مین گھٹا کی ہے
منہ مین تاخیر لب ہوا کی ہے | آمد آمد جو اوس بلا کی ہے
مہربانی سی کچھ خدا کی ہے

مست بے مے ہے نرگس فتان | بن بنائے وہ زلف ہے پیچان
سرخ رہتے ہین لعل لب پے پان | خود وہ پنجہ ہے غیرت مرجان
نہین بردا اسے حنا کی ہے

تجھکو شیرین ہی کہ کہ کن شیرین | مجھکو میسر ہے سیمتن شیرین
جسکے بوسے ہے ہو دہن شیرین | لب سے نکلے نہ کیون سخن شیرین

میں جو مانگوں ہوں تو جھنجلا کے خفا ہوتے ہیں
سچ، وہ ہوکی یہ کیں منہ سے تو اب بولے ہے ہے

میں نے کس روز ترے ہاتھ سے کھایا بیڑا

غیر کے گھر میں دوا لی کہ جو مہمان گیا
ایسا نادان کہ جادو کی حیا پان گیا

آج شاید وہ ہری لونگ سی پہچان گیا
سبز بختی کہوں کیا اپنی کہ جب جان گیا

ٹیڑھے منہ سے انہوں جو کھلانے کو ہی لایا بیڑا

نام گن گن کے لیے آپ نے یہ جنتوں کے
بھر لیے گا نہ بھر روز یہ کبھی انتوں کے

کوئی ڈرتا ہوں ڈرا نے سے میں اب فتنوں کے
لال کر دوں گا ابھی بزم میں منہ مفتنوں کے

ہاتھ سے اپنے کسی کو جو کھلایا بیڑا

آنکھ سرکار کی شخص سے لڑ جاوے گی
جان پر اوسکی غضب کی ہی بن آوے گی

یہ رہے یاد کہ شیخی وہیں جھڑ جاوے گی
میری اور آپ کی محفل میں بگڑ جاوے گی

ٹھنے دینے کو کسی کے جو بنایا بیڑا

کل وہ دکھلائے تھا اپنے لب و دندان کی بہار
قتل کر نیکو شہیدی سے نہ لا فگار ہمار

اب تو گلشن میں اکیلا ہوں اور میرا یار
اوی نصیر اوسکے گلے کا ہو یہ گجرا کہ ہار

آج گلرو نے مجھے پھیکے کھایا بیڑا

چنانہ نامہ

غم کی نہ کوئی رسم رہے کہنہ دلونمیں
شادی کے ہم اسباب کے نت نو دھومیں
بھتا چاہنے والا یہ ہمارا کی سومیں
ہم پر یہی ہی فرض آج چلیں اسکے جلومیں

عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے

جوڑے کی عوض بیاہ کے اکہو کفن سرخ
محتاج حنا یہ نہیں سب خون سے ہی تن سرخ
ہم نیکے براتی کریں بیڑوں سے دہن سرخ
صندوق کے اوپر کھلا گل کا چمن سرخ

عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے

گر سو نیکے سہرہ نہیں مرنیں ہو سرہانا
موتی لگا کنگنا کسی تختہ سے نبد ہانا
ہو آج مبارک تمہیں تربت کا بچانا
ہوتا چلے شہنا یہ نمیں راگ شہانا

عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے

آرائشوں کے تخت کا کو سو نمیں ہو تانتا
سرسبز کہیں سرو کہیں لالہ حمرا
حیران تماشا ہو کہیں نرگس شہلا
پھولا کہیں بیلا کہیں چنپا کہیں گیندا

عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے

روشن دکنول جسمیں ہو کافور کی بتی
پروانہ صفت شمع فلک اوپنہ ہو ستی
یا قوت کے چھاروں میں نرمر کی ہو پتی
باقی نہ رہے کوئی تکلف ذری رتی

عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے

عصیان سے مراد ست اہل کوتہ ہی
ہان چشم شفیع کی طرف گہ گہ ہے
ذاکر کو ہے لاالہ الا اللہ کا شغل
یان ورد محمد رسول اللہ ہے

رباعی

کب مین نے پیا ساغر جمشید بسی آب
شرمندہ رہے تشنہ جاوید سی آب
سیراب ہون جسقدر بڑھی تشنہ لبی
اے عشق بلا تشنہ خورشید سے آب

رباعی

بہتر مرگی طاعت ہی یا عصیان سے
خوشتر ہے کہین کفر مری ایمان سے
مرشد ہے مرا جو دشمن دین ہی میرا
بہتر نہین اب کوئی ولی شیطان سے

رباعی

قایل ہوے اک صنم کے دو بھی نہ ملا
مایل ہوے اک صنم کے وہ بھی نہ ملا
ہم تجھسے تمام عمر مین اے الہد
سایل ہوے اک صنم کے وہ بھی نہ ملا

رباعی

کیونکر نہو غم سے دل مضطر ٹکڑے
میدان مین ہو اسپ جو پیکر ٹکڑے
ہفتاد و دو تن کا ہو اک دل سے
ہے دل مین مرون دلکا بہتر ٹکڑے

رباعی

ہوائے نازپر ظالم کھیرے بال پھیرتے ہیں
بچے کیوں کر یہ صید دل کہ تیرے جال پھیرتے ہیں

مطلع

بس تجھی پر ہے نگاہ اوسکی پر پروانہ ہیں
اسقدر رہوش ابھی ہیں تیرے دیوانہ ہیں

مطلع

بہار دیکھتے ہیں جو کہ روی یار میں ہم
وہ گل ہیں کب ہی کہیں یہ چمن ہزار میں ہم

مطلع

وائے قسمت کہ گئی تاب نہ توان ہار قدم
رہگئی منزل مقصود جو دو چار قدم

مطلع

آتشکدہ عشق سے اور جانتے کہ ہم
مانند سمندر کے اگر رہتے ہی پر ہم

مطلع

نگاہ شمشیر زہر آلود ناداں فرق دشمن پر
اگر اندیشہ ہو روز حشر کا خون میرے گردن پر

ہوں کی کس لیے خاموشی میر کہ طرح دار ہے
مگر عاشق ہوئی ہیں بہت ہی اسفل ہمچو پر

مطلع

حضور شمع ہے پروانہ رقاص
تماشای پری دیوانہ رقاص

مطلع

نیام سرخ مین رخشندہ صمصام — ہمیشہ تشنہ خون شوخ بہرام
نیام اوس تیغ پر رہتا کہان ہے — وہ خون سرخ اعدا مین نہان ہے
زبان پر ہے مبارکبادی فتح — گلے مین ہے لباس شادی فتح
دم کین آب شمشیر دوان ہے — بوقت لطف بوی عنبران ہے
نسیم خلق سب خلقت کو شامل — کھلے ہر سو ہزاران غنچہ دل
ہر ورد دست اہل علم پر ور — ورد دولت پہ حاضر صوبخن ور
سنی اک عمر پچھلون کی کہانی — یہان دیکھا کمال قدردانی
کب اہل علم کی ہے اسکو حاجت — مگر ہے سب پہ یکسان اسکو شفقت
وہ خود ہے جامع معقول و منقول — کہا جو شعر سب عالم مین مقبول
غزل مین سعدی ثانی کہین سب — قصیدہ مین خاقانی کہین سب
کیا اک مثنوی کی نظم کا عزم — رہے یارب ہمیشہ زیب ہر بزم
سخن کا رتبہ پہونچا یا فلک پر — لکھی دیکھی ہے شہبال ملک پر
نئی تشبیہین نادر استعارے — معانی پر بیان کے سوا ر
فزون تصریح سے اوضح کنایے — نہایت ابلغ و افصح کن
طرب پیرا خیابان صنایع — فرح افزا گلستان بدایع